سنت خولہ
شمارہ:01
خراسانی مہاجرات فی سبیل اللہ کی
جانب سے مجلہ

سنت خولہ

قارئین کرام

ماضی میں جنگیں صرف میدانوں میں لڑیں جاتی تھیں جبکہ آج کل ذرائع ابلاغ حق و باطل کی اس جنگ میں برابر کا حصہ دار ہے۔ مجاہدینِ اسلام آج کے دور کے طواغیت کے خلاف برسرِپیکار ہیں نہ کہ ظلم کی چکی میں پستے ہوئے معصوم عوام اُنکا ہدف ہیں۔ بلکہ اللہ کے سپاہی تو اِس عوام کے دکھوں کا مداوا کرنے نکلے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عوام اِن فرعونی حکمرانوں سے تنگ آچکے ہیں اور انکا قلع قمع چاہتے ہیں۔ مصر میں حسنی مبارک کے خلاف اُٹھنے والی بغاوت ہو یا عرب ممالک میں اُٹھنے والی تحریکیں، مقصد ایک ہی ہے کہ امریکی غلام اور انسان دشمن حکمرانوں کو نکال پھینکا جائے۔ عوام صرف اِن حکمرانوں سے جان ہی نہیں چھُڑانا چاہتے بلکہ ا ب اُنکی نظریں ایک متبدل نظام کو تلاش کر رہی ہیں۔ افسوس کہ اللہ کے دشمنوں نے اسلام کو میڈیا کے زریعےایک دہشت گرد اور پُرتشدد دین کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس دجالی میڈیا نے جھوٹ کا پرچار اس شدت سے کیا کہ سادہ لوح مسلمان بھی دینِ اسلام سے بد زن ہو گئے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ مجاہدین میڈیا وار میں بھی کود پڑیں اور دشمن کو منہ توڑ جواب دیں۔ حضرتِ انسان کو زمین پر بھیجنے کے مقصد سے لیکر اُسکی اللہ کے حضور واپسی تک ہر چیز قرآن و حدیث میں موجود ہے اور یہ ہمارے لئے مکمل مشعلِ راہ ہے۔مجاہدین یہ جانتے ہیں کہ انسان کی دنیا اور آخرت کی فلاح صرف مکمل طور پر اسلام میں داخل ہونے میں ہے لیکن یہ فرعونی جرنیل اور حکمران کبھی بھی عوام کو اسلامی نظامِ حیات اپنانے نہ دیں گے کیونکہ اسمیں اِنکے جمہوری اور شخصی نظام کی موت ہے۔ اسلئے مجاہدین خراسان اس خطے میں موجود طاغوت کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ عوام کواُمت کے محسن مجاہدین کا ساتھ دینے پر اور ظالم طاغوت سے ٹکر لینے پر اُبھارنا اِس رسالے سنتِ خولہ کا مقصد ہے۔ مزید یہ کہ اسلاف کی روشن مثالوں کو بیان کرنا تاکہ مغلوب عوام جان جائیں کہ جتنا ہمارا ماضی روشن تھا انشااللہ اتنا ہی ہمارا مستقبل روشن ہے۔ سرزمینِ خراسان کی مہاجر بہنوں نے انتہائی نامساعد حالات میں یہ ادنیٰ کاوش کی ہے جسکا نا م سنتِ خولہ ہے۔جس طرح حضرت خولہ رضہ نے مشکل حالات میں بھی ہار نہ مانی اور دشمن کے قدم اُکھیڑ دیئے یہاں تک کہ اپنے بھایئ کو آزاد کرا کر دم لیا۔ بالکل اس طرح اسلاف کی یاد تازہ کرتے ہوئے ہم بہنوں کو اللہ پر توکل کرتے ہوئے لاکھوں یرغمال مسلمانوں کو اِن طاغوتی حکمرانوں سے آزاد کرانا ہے۔

ہمارا مقصد لا الہ الااللہ کو بلند کرنا ہے! ہمارا مقصد علمِ جہاد کو بلند کرنا ہے!

ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم تمام دنیا میں موجود مسلمان خواتین کوہجرت اور جہاد پر اُبھاریں ، انھیں اللہ کے دین کیلیے اپنا تن من دھن قربان کرنے کی جستجو پیدا کریں!

ہمارا مقصد سنتِ خولہرضہ کو زندہ کرنا ہے! ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

اداریہ:
پاک بھارت کے درمیان فیصلہ کن جنگ

پاکستان اور بھارت کے درمیان ایک بار پھر سے شدید تناؤ کی کیفیت ہے۔ایسا لگتا ہے کہ اب کی بار بھارت پیچھے نہیں ہٹے گا اور پوری شدت سے پاکستان پر حملہ آور ہو گا۔تاریخ سے ثابت ہے کہ جب بھی کوئی استعماری قوت کسی ملک پر حملہ کرتی ہے تو ناقابلِ بیان تباہی پھیلاتی ہے۔چنگیز خان جب بھی کسی خطے پر حملہ کرتا وہاں کھوپڑیوں کے انبار لگا دیتا۔ ماضی میں روس ایک بڑی طاقت تھا جس نے جہاں پر بھی حملہ کیا تباہی پھیلائی۔ امریکہ کا جاپان پر حملہ انتہائی حولناک تھا، ابھی تک ہیروشیما اور ناگا ساکی پر گرائے گئے بموں کی ہولناک یادیں ملتی ہیں۔امریکہ اِس قوت سے عراق اور افغانستان پر حملہ آور ہوا جسکی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔لاشوں کے ڈھیر لگ گئے خون کی ندیاں بہہ گئیں۔یہ الحمدُللہ افغانستان کے مجاہدین کا عقیدہ تھا اور جہاد کی برکت تھی کہ امریکہ نے گھٹنے ٹیک دئیے۔دیکھنے میں آیا ہے کہ جب کوئی بڑی قوت حملہ کرتی ہے تو چھوٹی قوت چاہے جتنا دفاع کا زور لگائے پھر بھی گھٹنے ٹیک دیتی ہے۔مثلاً" عراق میں صدام حسین ، لیبیا میں قذافی کی حکومت امریکہ کے حملے کے سامنے ٹِک نہ سکی اور اس فوج کو تحلیل ہونا پڑا۔جابر، آمر حکمرانوں کی فوج تو دشمن کے سامنے ڈٹ نہ سکی اور فوراً"تسلیم ہو گئ۔ قوم کے دفاع کے لیے ان ہی میں سے رضاکار اُٹھے اور قوم کے لیے اپنی جانیں پیش کیں۔ شام کے حالات میں پاکستان کے لیے عبرت ہے۔شام سکیولرزم کی حد تک پہنچ گیا تھا ۔بے شمار مومنین کو صرف اللہ سے وفاداری کے جرم میں قید خانوں میں ڈال دیا گیا، پھانسی کے تختوں کی نظر کردیا گیا۔حالات ایک جیسے نہیں رہتے۔ رات کے بعد دن اور اندھیرے کے بعد روشنی آتی ہے۔عوام پر ظلم ڈھانے اور آمرانہ حکومت کرنے والے گردشِ ایام کی لپیٹ میں آ گئے۔عوام اپنے دفاع کے لیے اُٹھی، رضاکارانہ طور پر اپنی جانیں پیش کیں۔ملک مختلف گروہوں میں بٹ گیا ۔شام میں شیعوں کا دھڑا ایران اور روس کے بلاک میں شامل ہو گیا اور انکے مفادات کے لیے لڑ رہا ہے، بعض تنظیموں کی پشت پناہی سعودی عرب کر رہا ہے، بعض کی اُردن کررہا ہے، کسی جماعت کے پیچھے ترکی کا ہاتھ نظر آتا ہے ۔الغرض جنگی حالات میں ہر ایک اپنا مفاد کیش کرا رہا ہے۔ عوام کو کبھی تو بھوک و افلاس سے گزرنا پڑتا ہے، کبھی زہریلی گیس کا شکار ہوئےاپنے تڑپتے بچوں کے اجسام اُٹھانے پڑتے ہیں، کبھی لاشوں کے ٹکڑے اکھٹے کرتے ہیں ، تو کبھی اپنے بمبار شدہ گھر کے ملبے پر حسرت و یاس سے موت کو یاد کرتے ہیں۔ اگر قرائن صحیح ثابت ہوئےاور بھارت نے پاکستان پر حملہ کر دیا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پاکستان فوج کا کیا ردِعمل ہو گا ؟ مزید یہ کہ پاکستان کا مستقبل کیا ہو گا؟

جہاں تک پاکستانی فوج کی جنگی صلاحیت کا تعلق ہے تو بھارت کے مقابلے میں یہ کچھ نہیں ۔تعداد میں بھی بھارت کئی گناہ بڑی طاقت ہے۔معاشی لحاظ سے پاکستان اتنی بدحالی کا شکا ر ہے کہ اگر اندرونی معیشت کا پہیہ جام ہو جائے (جو دورانِ جنگ یقینا" ہو گا) اور بیرونی امداد (جو پاکستان کو ابھی بھی مشکل سے ملتی نظر آرہی ہے اور دورانِ جنگ معاشی طاقتیں بھارت کے خلاف کبھی بھی پاکستان جیسی

ڈوبتی کشتی کی مدد نہیں کریں گی) نہ ملے تو یہ ملک ایک دن نہیں چل سکتا۔ آمر مشرف نے امریکہ کے آگے جھکنے اور اسلام سے غداری کرنے کی جو وجوہات بتا ئی تھیں اُن میں سے ایک یہ تھی کہ اگر امریکہ پاکستان پر حملہ کردے تو ہماری معیشت ختم ہو جائےگی اور ہم بھوکوں مر جائیگے (کیا خوب سوچ ہے کہ اگر میرا ہمسایہ مسلمان بھائی مرتا ہے تو کوئی بات نہیں بس مجھے جینے دو!)۔ماضی گواہ ہے کہ یہ فوج بھارت کے ہاتھوں ہار چکی ہے۔آدھا ملک 1791 کی جنگ میں بھارت کے ہاتھوں ہار دیا ، نوے ہزار پاکستانی فوجی (ملک کے اَسی فیصد وسائل کو کھانے والے)بھارت کے آگے تسلیم ہو گئے اور اپنی جان بچانے کےلیے ہتھیار پھینک دیے ۔کارگل میں پیٹھ پھیر کر بزدلوں کی طرح بھاگے اور فورا" مذاکرات کی دعوت دی۔تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ جنگ کیسے لڑی جائے گی۔ صاف ظاہر ہے کہ ہم قوت میں بھارت سے انتہائی کم ہیں۔اگر یہ جنگ لڑی جاسکتی ہے تو صرف نظریے کی بنیاد پر۔غزوہء بدر میں۳۱۳صحابہ کرام کا مقابلہ۱۰۰۰کے لشکر سے تھا ، اور بہت سے غزوات میں مسلمانوں نے دشمنوں سے کم تعداد میں ہونے کے باوجود فتح حاصل کی۔یہ صرف اِس وجہ سے تھا کہ اللہ رب العزت کی مدد مومنین کے ساتھ تھی۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ صرف میرا لشکر ہی کامیاب رہے گا۔پاکستان فوج کس نظریے کی بنیاد پر بھارت سے جنگ لڑے گا؟ کیا دوبارہ قوم سے جھوٹ بولا جائے گا پاکستان کا مطلب کیا ؟ لا الٰہ الا اللہ ! کیا فوجی اپنے دلوں کو جھوٹا دلاسا دیں گے کہ ہم جہاد کر رہے ہیں۔حالانکہ انکی جنگ صرف تنخواہ کے لیے ہے۔کیا فوج میں موجود عیسائی، قادیانی، شیعہ جب بھارتی فوجیوں کے ہاتھوں مارے جائیں گے تو اُنہیں شہید کہا جائےگا۔ آخر وہ فوج کس طرح لا الٰہ الا اللہ کے لیے لڑے گی جس نے قیامِ پاکستان کے بعد سے آج تک کلمہ پڑھنے والوں کا ، شرعی نظام مانگنے والوں کا قتلِ عام کیا ہے، مجاہدین سے اپنی جیلوں کو بھرا ہے، ایک فون پر امریکہ کے آگے سر ُجھکا دیا ، قربانیوں سے قائم ہونے والی اسلامی امارت کو ڈھانے میں امریکہ کے سب سے بڑے حلیف کا کردار ادا کیا، مہمان مجاہدین کو پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیا، قوم کی عزت عافیہ صدیقی کو چند ڈالروں کے عوض کافروں کو بیچ دیا، تمام اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئےملا عبدالسلام ضعیف کو امریکہ کے حوالے کر دیا، خروٹ آباد میں چیچن بہنوں کی فریادوں کو گولیوں سے خاموش کر دیا، لال مسجد کو خون میں نہلا دیا، جامعہ حفصہ کی بہنوں کو توپوں اور ٹینکوں سے بھون دیا۔

اِس فوج کے لیے کون اُٹھے گا ؟ کیا وہ قبائلی جس کو فوج نے تحفے میں جواں سال بیٹے کی بوری بند لاش بھجوائی، کیا وہ ما ں اُٹھے گی جسکے بیٹے کی لاش تیزاب سے مسخ کر دی ، کیا وہ بہن اُٹھے گی جسکا بھائی جیل کی سلاخوں کے پیچھے سسک سسک کر مر رہا ہے ،کیا وہ بھائی اُٹھے گا جو اپنے معصوم بھائی کی لاش پھانسی کے بعد وصول کرتا ہے، کیا وہ بیوی اُ ٹھے گی جسے بیوگی کی چادر پہنا دی گئی ۔وہ بھائی ، وہ باپ اٹھے گا جسکی بہن ، بیٹی کی عزت اِن بے غیرت فوجیوں نے تار تار کر دی، کیا وہ باپ اُٹھے گا جو ڈرون حملے میں شہید ہوئے اپنے کم سن بچوں کی لاشوں کے ٹکڑے اُٹھاتا ہے۔ پاکستان کا مستقبل کیا ہے؟ پاکستان میں مختلف قومیں پائی جاتی ہیں صرف اسلام ہی ایسی رسی تھی جسے سب تھامے ہوئےتھے اور جو تمام تفرقوں کو ختم کر کے قوم کو یکجا کرتی ہے، اُس اسلام کی تو اِس فوج اور حکمرانوں نے ایسی دھجیاں بکھیر دیں کہ اب کوئی اسلام کا نام لینے سے بھی خائف ہے۔ خدشہ ہے کہ پاکستان ٹکڑوں میں بٹ جائے گا۔ شیعہ یقینا" ایران کا ساتھ دیں گے، بلوچی آزاد بلوچ کا نعرہ لگائیں گے، سندھی سندھو دیش کا خواب پورا کریں گے، پختون کی اکثریت تو ویسے ہی اسلام پسند لوگ ہیں وہ اسلام پسند عناصر کا ساتھ دیں گے، یا پھر کچھ طبقے آزاد پختونستان کا نعرہ لگائیں گے۔یہاں تک ممکن ہے کہ حکمرانوں اور فوج سے تنگ عوام بھارت کے آگے کسی قسم کی مزاحمت نہ کریں اور بخوشی بھارت کی کالونی بننا قبول کر لیں، جیسا کہ عام سننے میں آیا ہے کہ بلوچستان اور سندھیوں کی آزادی

کی تحریکیں کھلے عام کہتی ہیں کہ ہمیں پاکستان کے ظالم حکمرانوں کے بجائےبھارتی حکمران قبول ہیں۔ المختصر پاکستان عوام کی آخری اُمید طالبان ہیں۔ طالبان کوئی آسمان سے اُتری آفاقی مخلوق نہیں ہیں بلکہ اِسی قوم کے بیٹے ہیں۔اُنکی رگوں میں اِسی خوددار قوم کا لہو دوڑتا ہے، اُنکے لیے تمام مسلم اُمہ ایک جسدِ واحد کی حیثیت رکھتی ہے۔اگر بلوچی کا بے گناہ خون بہتا ہے تو طالبان کے سینوں میں درد اُٹھتا ہے، اگر معصوم سندھی کو پھانسی ہوتی ہے تو طالبان پھندہ اپنے گلے میں محسوس کرتے ہیں ، اگر پنجابی ظلم و جبر کی چکی میں پستے ہیں تو طالبان اسے اپنے اوپر گزرا ہوا ظلم سمجھتے ہیں، اگر پختون بے گھر ہوتے ہیں تو طالبان بھی سکون سے اپنے گھروں میں نہیں سوتے،قبائل پر ڈرون طالبان پر ڈرون ہے،ہر مسلمان عورت کی عزت طالبان کی عزت ہے، مسلمان کی حرمت طالبان کو کعبہ کی حرمت سے ذیادہ عزیز ہے۔یہ خود غرض فوج تو عوام کو امریکہ اور بھارت جیسی طاقتوں کے سامنے نہتا چھوڑ کر فرار ہو جائے گی جیسا کہ اِسکے ماضی سے ثابت ہے لیکن طالبان اللہ کے سپاہی، اللہ کے شیر، نبیﷺ کے اُمتی، کبھی بھی پاکستانی عوام کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے جیسا کہ طالبان کے ماضی اور حال سے ثابت ہے۔ اس فوج نے طالبان پر کون کون سے ظلم نہیں ڈھائےلیکن بفضل اللہ یہ مردِ مجاہد پیچھے نہیں ہٹے۔ کیونکہ انکا نظریہ انکا عقیدہ عملی طور پر لا الہ الااللہ ہے ۔ کل بھی طالبان کا نعرہ تھا "شریعت یا شہادت" اور آج بھی طالبان کا یہی نعرہ ہے " شریعت یا شہادت"!!

ایماندار بیبیاں

(امیر تحریک طالبان پاکستان محترم مولانا فضل اللہ خراسانی کے پشتو بیان کا اُردو ترجمہ)

بسمہ اللہ الرحمٰن الرحیم۔

" اور اللہ نے اہلِ ایمان کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کی، جب اِس نے کہا : اے میرے رب ! میرے لیے اپنے ہاں جنت میں ایک گھر بنا، اور مجھے فرعون اور اُسکے عمل (شر) سے نجات دے ، اور مجھے ظالم قوم سے نجات دے۔" (سورۃ التحریم آیۃ-11)

محترم بہنوں! اللہ تعالیٰ ہمارا خالق و مالک ہے۔ ہمارا رب، ہمارا الہٰ ، ہمارا حاکم ہے۔ہمیں رب العزت نے بے شمار نعمتوں ، احسانات سے نوازا ہے۔اپنے وجود پر نظر ڈالیں کہ اللہ نے کتنا خوبصورت ہمارا ہر جوڑ بنایا ہے۔ہاتھ، پیر، ناک، کان ، آنکھ ہر چیز ایک اندازے سے صحیح ، صحیح بنائی ہے۔ یہ اللہ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے - پھر اپنے اردگرد دیکھیں بچے ، ماں ، باپ، میاں ، بیوی، بہن، بھائی سب نعمتیں ہیں۔ ان سب میں سے بڑی نعمت ایمان ہے۔قرآن ، رسول اللہ ﷺ عظیم نعمتیں ہیں۔پھر جہاد، ہجرت اور شہادت یہ ایسی بے بہا فضیلتوں والی نعمتیں ہیں کہ ہم اس کا تدارک ہی نہیں کر سکتے۔ہماری اتنی فہم ہی نہیں کہ ہم ہر نعمت کی فضیلت، حکمت اور قدر کر سکیں۔ قرآن و حدیث پر غور کرنے سے ہمیں ان نعمتوں کی فضیلت کے بارے میں معلوم ہوتا ہے، جو ان نعمتوں کی فضیلت نہیں جانتا وہ انکی قدر نہیں کرتا۔ انسان اللہ کے مقابلے میں اِس کائنات کے بارے میں ایک بچے جتنا علم رکھتا ہے کہ جیسا بچہ ہر چیز کو نانے (روٹی) کہتا ہے اسی طرح ہمارا اس کائنات کا علم ایک بچے کی طرح صرف نانے جتنا ہے۔ ہم ہجرت کی فضیلتوں کا اندازہ ہی نہیں کر سکتے۔یہ راستہ انبیاءکرام ، صحابہ کرام ، اولیاء اللہ کی میراث ہے۔ یہ انکی بیبیوں کی میراث ہے۔حضرت ابراہیمؑ کی بیوی نے ہجرت کی، نبی ﷺ کی بیویوں نے ہجرت کی۔صحابہ کی بیبیاں جنہیں قرآن مجید نے مہاجرات کے لقب سے نوازا نے بھی ہجرت کی۔ہم اللہ کی عظمت کو دیکھیں اپنی کم مائیگی کو دیکھیں اور پھر سوچیں کہ اس فتنے کے دور میں اللہ رب العزت نے مجھ پر اتنا کرم کر دیا۔مجھ سے بہتر لوگ موجود ہیں پھر بھی آپ نے مجھے چنا۔ مجھ سے بہتر پڑھے لکھے لوگ ، مالدار لوگ، دانشور ، عزت دار، سیاستدان، سائنسدان ، مشہور لوگ موجود ہیں لیکن پھر بھی مجھے چنا۔حقیقت یہ ہے کہ یہ نعمت نام ، نصب، مالداری پر نہیں ملتی۔ بس جس پر میرا اللہ مہربان ہو جائے۔ کبھی کبھی اللہ انسان کیلیے نیکی کے راستے کھول دیتے ہیں ۔بس نیک اعمال کا میٹر چالو ہو جاتا ہے۔

ہجرت اللہ کا حکم ہے، ہم نماز میں کہتے ہیں:

ایاک نعبد و ایاک نستعین

یا اللہ ہم آپکی بندگی کرتے ہیں اور ہجرت آپکا حکم ہے۔ بالکل جسطرح نماز پڑھنا ، زکوٰۃ، حج آپکا حکم ہے۔ہجرت عبادت ہے۔جہاد عبادت ہے۔ اور یاد رکھیں ہم نے اللہ سے وعدہ کیا ہے۔دیکھا یہ گیا ہے کہ وہ عبادت جو آسان ہے جسمیں قربانی نہیں ہے ، تکلیفیں نہیں ہیں، گھر کا، رشتہ داروں کا بچھڑنا نہیں ہے، زخمی ہو نا نہیں ہے،شہید ہو نا نہیں ہے وہ سب کام ہم کرتے ہیں۔جبکہ جسمیں قربانی ہے، تکلیف ہے، اُس سے ہم پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ہم نے یہ وعدہ تو نہیں کیا کہ ہم کچھ عبادت کریں گے اور کچھ نہیں کرینگے۔ بلکہ ہم نے وعدہ کیا ہے کہ

ایاک نعبد و ایاک نستعین

اللہ ہم صرف آپکو الہٰ مانتے ہیں صرف آپ کا دیا ہوا نظام مانتے ہیں۔ایاک نعبد،صرف آپکی تابعداری کرتے ہیں۔اور اگر اس راستے میں تکلیف آتی ہے تو ایاک نستعین، مدد ہم صرف آپ ہی سے مانگتے ہیں۔یا اللہ ہم اپنی پوری کوشش کریں گے اور استقامت ہم آپ سے مانگتے ہیں۔

میں نے آج جس آیت کی تلاوت کی وہ سورۃ التحریم کی آیت نمبر ۱۱ ہے۔ اسمیں

اللہ تعالیٰ فرعون کی بیوی کی مثال پیش کرتے ہیں۔یہ مثال صرف عورتوں ہی نہیں بلکہ مردوں کیلیے بھی ہے۔یہ نبیﷺ کیلیے مثال ہے اور ہمارے لیے بھی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم فرعون کی بیوی کی طرح تابعداری دکھاو تاکہ تم جنت میں چلے جاو۔ جب حضرت آسیہؓ نے اپنے رب کو پکارا،

اے میرے رب میرے لیے اپنے ہاں جنت میں ایک گھر بنا، اور مجھے فرعون اور اسکے عمل (کے شر) سے نجات دے۔اور مجھے ظالم قوم سے نجات دے۔

یعنی بی بی آسیہؓ نے رب سے التجا کی کہ یہ فرعون اور اسکے ظالم مشیر مجھے سزا دے رہے ہیں ، آپ مجھے ان سے بچا لیں اور مجھے ایمان پر استقامت دے دیں۔یا اللہ بس اس راستے میں قربانی آئے تو خیر ہے۔اگر زخمی ہو جائیں تو خیر ہے، اگر شہید ہو جائیں تو بھی خیر ہے۔ الغرض اللہ کے دین کی ہر خبر خیر ہے۔اللہ نے فرعون کی بیوی کی مثال دی ہے۔یہ واقعہ آپ کافی دفعہ سن چکے ہونگے ۔فرعون بہت بڑا جابر، ظالم حکمران تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ زمین اور آسمان کے درمیان بہت سے ظالم کافر گزرے ہیں اور بہت بڑے مومن بھی گزرے ہیں۔ فرعون مصر میں اپنی مرضی کی حکومت چلاتا تھا۔آج کے دور میں بھی فرعون موجود ہیں جو اللہ کے حکم کو پسِ پشت ڈال کر اپنی مرضی کی حکومت چلا رہے ہیں۔ کوئی لیبیا کا فرعون ہے تو کوئی تیونس کا، کوئی سعودی فرعون ہے تو کوئی مصری۔فرعون ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو شخصی حکومت چلائے۔ یہ نظام بھی کافر ہے اور ساتھ جمہوریت بھی کافروں کا نظام ہے۔جبکہ تیسرا نظام خلافت ہے جو اللہ کا دیا ہوا نظام ہے۔ اور ہم صرف خلافت کے لیے تگ ودو کر رہے ہیں۔اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کو قائم کرنے کیلیے قربانی دینا کوئی بڑی بات نہیں۔

بہنوں!

اللہ نے ہم کو اس عظیم سعادت، انبیا و رسول و صحابہ کرام کی سنت پر اس دورِ جاہلیہ میں عمل کرنے کی توفیق دی۔اور ہمیں اس عظیم قافلے میں شامل کیا یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے۔اگر ہم تمام عمر بھی اس نعمت کا شکریہ ادا کرتے رہیں تو کافی نہ ہوگا۔مصر کا فرعون بہت طاقتور تھا لیکن اللہ کے حکم سے اُسکا تختہ اُلٹ گیا اور انقلاب آگیا۔اللہ سبحان و تعالیٰ کی ذات بہت بڑی ہے۔وہ قوموں کے حالات بدلتا ہے۔ نہ کبھی ہمیشہ خوشحالی رہتی ہے اور نہ کبھی ہمیشہ بدحالی رہتی ہے۔ نہ کبھی ہمیشہ غم رہتا ہے اور نہ کبھی خوشی ہمیشہ رہتی ہے۔ اِسی طرح شکست اور فتح بھی ناپائیدار ہیں۔یہ اللہ کا قانون ہے یہ سنت اللہ ہے اب چاہے کسی کو پسند آئے یا نا آئے یہ نہیں بدلتا۔ فرعون مصر میں اپنا قانون چلاتا تھا اور جو کوئی اس حکم کی خلاف ورزی کرتا اسکو سخت ترین سزا دیتا۔کبھی مرد و عورت قیدیوں کو کنوئیں میں پھینک دیتا اور پھر فرعون کے سپاہی انہیں کنوئیں میں پتھر مار مار کر ہلاک کر دیتے۔یا پھر کنوئیں میں قیدیوں کو پھینک کر کنوئیں کا سر بند کر دیتا اور قیدی بھوک و افلاس سے سسک سسک کر مر جاتے۔ اللہ کا ایسا کرنا ہوا کہ اس متکبر، طاقت کے نشے میں اندھے فرعون کی اپنی چہیتی بیوی اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئی،یہ اللہ کی مرضی ہے کہ وہ جسے چاہے ہدایت دے۔جسکے دل میں ایمان داخل ہو جائے اُسکے لیے پھر کوئی چیز معنی نہیں رکھتی صرف ایک فکر رہ جاتی ہے کہ اللہ سے تعلق کیسے مضبوط کیا جائے، اللہ سے محبت کی جائے اور اس محبت کے سامنے سب کچھ بے معنی ہو جاتا ہے۔فرعون سے اُسکی مومنہ بیوی نے کہہ دیا کہ اب تم مجھ سے اپنا بستر الگ کر لو۔ میرا اُس وقت تک تم سے کوئی تعلق نہیں جب تک تم اللہ وحد ہ لا شریک لہ کی پاک ذات پر ایمان نہیں لاتے، جب تک تم زمین پر اور مصر میں اللہ کی حاکمیت والا نظام نہیں لاتے۔ فرعون اِس اچانک تبدیلی سے ششدر رہ گیا کہ میری حکومت، میرے رعب کو دیکھو اور اِس کمزور عورت کو دیکھو۔یہ میری بیوی ہے میں نے اِسے ناز و نخرے سے رکھا اور اب موسیٰ کے رب پر ایمان لے آئی ہے۔فرعون اپنی بیوی کو دھمکاتا ہے کہ کیا تم نے نہیں سنا کہ جو ایمان لاتا ہے میں اسکو بدترین سزا دیتا ہوں۔ میں اسکے ہاتھوں اور پیروں میں میخیں ٹھونک دیتا ہوں۔ وہ کہنے لگی کہ میں نے نہ صرف سُنا ہے بلکہ دیکھا بھی ہے۔لیکن میرا ایمان ہے کہ ہم سب کو اللہ سبحان و تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور میں تمہارے مقابلے میں صرف اللہ ہی سے مدد مانگتی ہوں۔ مجھے ہر حال میں اُسی کی طرف لوٹنا ہے۔

بہنوں !

جو اللہ کے دین کو، توحید کو سمجھ جاتا ہے پھر اسکی دینی غیرت بھی ذیادہ ہوتی ہے۔ذرا سوچو! کہ آسیہ ایک عورت ہے، دوسرا فرعونِ مصر کی بیوی اور تیسرا عوام ہے جبکہ فرعون حاکم ہے۔ اِن تین کمزوریوں کے باوجود بھی آسیہ کا ایمان قائم ہے، شریعت کو نہیں چھوڑا۔وہ سبحان اللہ اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو جاتی ہے لیکن دین کو چھوڑنے پر تیار نہیں۔اسمیں ہمارے لیے سبق ہے۔ مرتے دم تک ایمان پر قائم رہنا ہے، دین پر کوئی سمجھوتا نہیں کرنا اور کسی طاغوت سے مرعوب نہیں ہونا۔اللہ نے آسیہؓ کو جنت میں اپنا محل دکھا دیا۔ بس ہمیں بھی یہ تکالیف صرف مرتے دم تک برداشت کرنی ہیں کیونکہ مرنے کے بعد جنت ہے۔وہاں تم خواتین حوروں سے بھی ذیادہ خوبصورت ہو گی۔وہاں بہت آسائشیں ہیں۔ خوبصورت لباس، زیورات، محلات ہیں۔ دودھ، شہد کی نہریں ہیں۔ مزے مزے کے کھانے ہیں کوئی محنت نہیں ہے، نہ کوئی گھر کا کام ہے نہ کوئی نماز، روزہ۔اور سب سے بڑھ کر اللہ کا دیدار ہے۔

فرعون سمجھ گیا کہ آسیہؓ اپنے ایمان سے پیچھے نہیں ہٹے گی۔فرعون نے موجودہ حکمرانوں کی طرح پر تشدد پالیسی اپنائی۔ سپاہیوں کو حکم دیا کہ ہر روز آسیہ کو باہر لے جاکر دوپہر کے وقت تیز تپتی ہوئی دھوپ پر لٹا دو اور سینے پر بھاری پتھر رکھ دو اور سورج ڈھلنے تک رہنے دو۔ دیکھو میری بہنوں، یہ کوئی عام عورت نہیں ہے بلکہ صدر کی بیوی ہے۔ اسکے پاس شاندار محل، کپڑے، زیورات، نوکر سب کچھ تھا لیکن جیسے ہی رب کی محبت دل میں داخل ہوئی ایک آن میں سب کچھ چھوڑ دیا۔ اپنی طرف دیکھیے ہم نے کیا چھوڑا ہے۔ شاید کوئی چھوٹا سا گھر، ایک دو لذیذ کھانے اور بس! کیا یہ بہت بڑی قربانی ہے؟ بدلے میں اللہ کے دین نے ہمیں کیا نہیں دیا۔ہمیں عزت سے نوازاہے۔ہمیں الحمدللہ ہجرت میں گھر، مال، اولاد کی کوئی کمی نہیں ہوئی۔پہلے سے ذیادہ ہمارے پاس ہے۔

غور کیجیے کہ ہم نے اللہ کے دین پر غیرت کی ہے۔یہ بہت بڑی بات ہے۔ دل میں خوشحالی صرف ایمان سے آتی ہے، اللہ کی اطاعت ہی دلوں کو اطمینان اور خوشی دیتی ہے۔

(جاری ہے!!!)

ایک کا ایک ہزار سے مقابلہ:

جنگِ یرموک میں جبالہ بن ال اےہام ساٹھ ہزار عرب عیسائیوں کے لشکر کے ساتھ تیس ہزار مسلمانوں کے لشکر سے مقابلے کے لئے میدان میں اترا۔حضرت ابو عبیدہ بن جرہ رضہ مسلمانوں کی قیادت کر رہے تھے۔ مسلمانوں نے جنگ شروع ہونے سے پہلے جنگی حکمتِ عملی کے بارے میں مشاورت کی۔ سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدرضہ نے حیران کن منصوبہ پیش کیا: تیس بہترین جنگجوؤں کو ساٹھ ہزار کے لشکر سے مقابلے کے لیے بھیجو۔آخر کار وہ ساٹھ جنگجوؤں کو بھیجنے کے لیے تیار ہو گئے۔ ساٹھ بہادر مجاہدین کو چُننے کے بعد حضرت خالد بن ولیدرضہ نے اُن سے ساٹھ ہزار مسلح دشمنوں سے نبرد آزما ہونے کے بارے میں انکے خیالات پوچھے: سب ساٹھ نے جواب دیا: ”ابو سلیمان! ہمارے ساتھ وہ کریں جو آپکی مرضی ہے! جتنے مرضی دشمنوں کے مقابلے میں آپ ہمیں بھیجیں، واللہ! ہم اپنے دشمن سے لڑیں گے تاکہ اللہ کا دین بلند ہوسکے۔ ہم اپنا بھروسہ مکمل اللہ رب العزت کی ذات پر رکھتے ہیں۔ہم آخرت کی آرزو میں اپنی دنیا قربان کرنے کو تیار ہیں“ اِن ساٹھ نے اپنے پیاروں کو الوداع کہا۔ہر ایک کو اکیلےایک آرمی سے مقابلہ کرنا تھا۔خونخوار جنگ شروع ہوئی ۔صحابہ کرام استقامت کے ساتھ ایک دوسرے کے شانہ بشانہ لڑے۔ہر ایک نے بے مثال بہادری کا مظاہرہ کیا۔دشمن کے قدم اُکھڑ گئے۔ اور ایسا لگتا تھا کہ وہ ایک بہت بڑی فوج سے نبرد آزما ہیں۔ حضرت خالد بن ولیدرضہ اور صحابہ کرامرضہ خون ریز جنگ سے فاتح بن کر واپس آئے۔ ساٹھ میں سے دس صحابہ نے جامِ شہادت نوش کیا۔جبکہ دوسری طرف پانچ ہزار کفار جسمیں اُنکے دو بڑے کمانڈر بھی شامل تھے واصلِ جہنم ہوئے۔اور یہ صرف ساٹھ صحابہ کے ہاتھوں سے انجام پایا۔

میرا سفر ظلمت سے نور کی وادیوں میں

از ڈاکٹر خولہ بنت عبدالعزیز

ائیرپورٹ پر لوگوں کا جمِ غفیر موجود تھا، ہر کوئی اپنی منزل پر جلد از جلد پہنچنے میں کوشاں تھا۔تا حدنظرسرخ و سفید رنگت، بھورے بالوں اور نیلی آنکھوں والے مردہ چہرے، روبوٹ کی طرح چلتے اجسام میرے سامنے تھے۔ہر گزرتا لمحہ طویل سے طویل تر ہوتا جارہا تھا۔ میں کافروں کے دیس کو ہمیشہ کے لئے خیرآباد کہہ چکی تھی ۔خوف تھا کہ کہیں اب جان اِس دارالکفر میں نہ نکل جائے۔یہ خوف بھی دل کے کسی کونے کھدرے میں موجود تھا کہ کہیں ِمیں اِس کافر ملک کی خفیہ ایجنسی کی نظر میں تو نہیں آگئی۔ اپنی عالمہ(دینی استانی) کی وارننگ میرےسامنے تھی۔اُس نے مجھے کہا تھا کہ امیگریشن سے نکلتے ہوئے احتیاط کرنا یہ کافر پاگل کتوں کی طرح مومنین کے پیچھے لگے ہوئے ہیں جہاں کہیں ایمان کی ہلکی سی رمق پاتے ہیں فورا" جھپٹ پڑتے ہیں۔الحمدللہ بغیر کسی رکاوٹ کے میں امیگریشن سے گزر گئ ۔جہاز پر سوار ہوتے ہوئے میں نے اپنی عزیز عالمہ کو آخری میسیج کیا،"میں بہت جلد دارالکفر سے نکل جاؤں گی،اللہ سے دعا ہےکہ وہ اپنی عظمت کےمطابق آپکو اَجر ِعظیم سےنوازے ،اللہ آپکے خواب کو پورا کرے اور ہم جلد میدانِ جہاد میں ملیں،اور اگر دنیا میں نہیں تو انشاءاللہ بروزِ قیامت اللہ کے عرش کے سائےتلے جمع ہوں۔"
جہاز نے اُڑان بھرنے کے لیے پر پھیلائے، دل کی دھڑکن تیز ہوتی محسوس ہوئی، آنکھوں سے زاروقطار آنسو رواں ہونے لگے۔سر بے اختیار رب العزت کے آگے سجدے میں جھُک گیا ، کیا کہنے میرے رب کی رحمت کے ،مجھ جیسی گنہگار ربِ کریم کی رحمت سے تنِ تنہا دارالکفر سے ہجرت کرکے عظمتوں اور برکتوں کی سرزمین "خراسان" کی طرف گامزن تھی۔ میں نے آنکھیں بند کرلیں۔اندر باہر، چاروں طرف سکون ہی سکون محسوس ہوا۔میری زندگی کے اِس کافر ملک میں گزرے نو سال آنکھوں کے آگے تیزی سے گزرنے لگے۔پاکستان سے ایم۔بی۔بی۔ایس کرنے کے بعد میں بیرونِ ملک چلی گئی۔ دیگر مسلمان نوجوانوں کی طرح میں بھی مغربی کھوکھلی تہذیب اور جھوٹی چمک دمک سے متاثر دنیا کے ایک کونے کو چھوڑ کر دوسرے کونےکی طرف تنِ تنہا روانہ ہوئی، میرا مقصد اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا تھا تاکہ میں بھرپور دنیا کما سکوں اور اپنے ہموطنوں اور خاص کر پاکستانی فوج کی خدمت کروں۔ میری اس سوچ کو سمجھنے کےلیے آپکو پہلے میرے ماضی میں جھانکنا ہوگا۔ میں نے ایک فوجی گھرانے میں آنکھ کھولی۔میرا باپ پاکستانی فوج میں افسر تھا۔ پاکستان کے بیشتر فوجی گھرانے غیر اسلامی اور مغربی طرزِ زندگی اپنا ئےہوئے ہیں آخر ایسا کیوں نہ ہو جب کہ اِنکی تعلیم و تربیت ہی کافروں کے تیار کردہ اسلام دشمن اور طاغوت دوست نصاب پر مشتمل ہے۔میں نے بھی بچپن ہی سے نماز، روزے اور زیادہ سے زیادہ حج کو صرف دین سمجھا، میں نے جب معاشرے میں جاری ناانصافی، ظلم، دولت کی بناء پر قائم طبقاتی تضاد کو محسوس کیا تو میری نظریں ایسے نظامِ حیات کی متلاشی تھیں جو انسان کو اِس اذیت سے نکالے اور عزت دار زندگی دے۔بدقسمتی سے میں نے اسلام کو جانے اور پڑھے بغیر ایک نامکمل نظامِ حیات اور صرف عبادات و ریاضت کا مجموع سمجھا اور یوں میں اِس برکتوں اور رحمتوں بھرے دین سے بے بہرہ ہی رہی۔میں نے مختلف تہذیبوں کا سرسری مطالعہ کیا اور میری نظریں مغربی و جدید تہذیب پر آ کر رک گئیں۔ میں نے اپنے پیارے وطن پاکستان اور دیگر مسلم ممالک کے مسائل کا حل اِسی "دجالی" تہذیب میں محسوس کیا ،افسوس صد افسوس کہ میں نے رہزن کو ہی رہبر سمجھا۔ شاید یہی ایک اہم وجہ تھی کہ میں نے بیرونِ ملک جانے کا پروگرام بنایا ۔ میں نے انگریزوں کی بنائی ہوئی اِس فوج کو بہت قریب سے دیکھا۔میں نے آرمی پبلک سکول سے تعلیم حاصل کی۔مجھے یہ کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ سیکیولر نصاب پر مشتمل یہ سکول درحقیقت انگریزوں کے غلام اور اسلام کی جڑوں کو کاٹنے والے مشرف اورکیانی پیدا کرنے کےکارخانےہیں۔اِن سکولوں میں موجود دین سے بے بہرہ اور مغربیت سے متاثر اساتذہ نے مجھے دینِ اسلام سے مزید متنفر کر دیا۔سکول میں مردو زن کے آزادانہ اختلاط نے میری اور بہت سے دوسرے نوجوانوں کی اخلاقی تباہی میں بنیادی کردار اداکیا۔مزید یہ کہ فوجی طرزِ حیات جسمیں "کلاس سِسٹم" کو بنیادی اہمیت حاصل ہے سکول ہی سے ہمارے ذہنوں میں بٹھا دیا گیا۔ سکول میں اساتذہ بچوں سے اِنکے والد کے عہدے کے مطابق سلوک کرتے اور طالبعلم بھی ایک دوسرے سے اِنہی بنیادوں پر سلوک رواں رکھتے۔الغرض طالبعلموں میں متکبرانہ سوچ پہلے دِن ہی سے جڑ پکڑ لیتی ہے۔ فوج کو ہمارے سامنے قومی اور اسلامی ہیرو بنا کر پیش کیا گیا ،یہی نہیں بلکہ ہمیں پڑھایا گیا کہ مغرب مثلا" امریکہ،آسٹریلیا، انگلینڈ ایک مثالی معاشرہ ہے جسکے کردار بھی مثالی ہیں مثلا ہیلن کیلر ،ڈارون وغیرہ ۔ ہمارے معصوم بچوں کے ذہنوں میں بچپن ہی سے غلامانہ سوچ اور کافروں کی بڑائی بٹھا دی جاتی ہے کہ اُنکی تقلید و تائید میں ہی ہماری عافیت ہے۔ دل کے کونے کھدرے میں بحثیت مسلمان جو بھی اسلام سے محبت پائی جاتی ہے اسے ایک سرسری اور ٹائم پاس مضمون جسے "اسلامیات" کہتے ہیں کہ نام سے خاموش کرادیا جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے میری آرمی پبلک سکول میں اسلامیات کی ٹیچر بلکل بے پردہ تھی اور کبھی بھی اُس نے ہمیں نماز نہ پڑھنے اور روزہ نہ رکھنے پر تنبیہ نہ کی۔ پھر ہم بڑی عمر کی لڑکیوں کو ایک فوج کے تنخواہ دار مولوی نے اسلامیات پڑھائی ۔
جہاز بلندیوں کو چیرتے ہوئے تیزی سے مسافتیں طے کر رہا تھا۔میرا دماغ تیزی سےماضی کی مسافتوں کوچیرنے لگا۔آخر فوج کی تمام ظاہری برائیوں کےباوجود میں اِس سحرِ میں کیوں

گرفتار رہی، میں اِتنے عرصے پاکستانی فوج کو اسلام پسند ،باکردار،غیرت مند کیوں سمجھتی رہی۔قیامِ پاکستان کے بعد اور خصوصاً" سن دو ہزار ایک کے بعد سے فوج نے جس طرح سے امریکیوں کے زر خرید غلام کا کردار ادا کیا ہےاور اسلام کی جڑیں کاٹنے میں جس جانفشانی کا مظاہرہ کیا ہےوہ آنکھوں سے پردہ اُٹھانے کیلئے کافی ہے۔پھر بھی میں بلکل جاہل بنی رہی۔ میں فوج کو مجاہدینِ اسلام اور مجاہدین کو دہشت گرد سمجھتی رہی۔شاید اسکی وجہ یہ ہے کہ فوج سے کسی طرح کا بھی تعلق رکھنے والوں کی باقاعدہ لادینی، سیکولر بنیادوں پر تربیت کی جاتی ہے،پھر میڈیا، آرمی سکول کالجوں میں جھوٹ کا ڈنکا اِس زور سے بجایا جاتا ہے کہ کوئی اور آواز سنائی نہیں دیتی اور سچ جھوٹ اور جھوٹ سچ لگنے لگتا ہے۔
یہ تو تھی میری سیکولر تربیت آرمی سکول،کالجوں میں ۔ میرا گھر فوجی چھاؤنی میں تھا۔عوامی علاقوں سے اِن چھاؤنیوں میں داخل ہونے والا اپنے آپکو ایک نئی دنیا میں محسوس کرتا ہے۔ دونوں اطراف کا فرق بہت واضح ہے فوجی چھاؤنیاں جنہیں عسکری تربیت و پلاننگ سنٹر ہونا چاہیے تھا وہ در حقیقت عیش و عشرت کااور مغربی طرزِ زندگی مرکز ہیں۔ دن کو دفتروں اور یونٹوں میں "یس سر،یس سر" کی تقرار اور رات کو اِنہی افسروں اور اِنکی جوان اولادوں کے ساتھ مغربی دُھنوں پر رقص و سرور کی محفلیں جمانا ، جوئے کا کھیل کھیلنا (جسےفوج میں تمبولہ نائٹ کے نام سے جانا جاتا ہے)، کلبوں اور آرمی میسوں میں ہونے والی پر تعیش پارٹیاں جس میں مردو زن کا کھلا اختلاط، انگریزوں کا سا رنگ ڈھنگ اپنانا، یہ سب اِس فوج کا شعار رہا ہے وہ فوج جو اپنے آپکو "مجاہدینِ خراسان" کہتی ہے۔
مزید برآں جس چیز نے میرے دل میں فوج کے خلاف جذبات کو فروغ دیا وہ "کلاس سسٹم" تھا۔فوج میں ایک سپاہی کی وقعت پالتو کتے سے زیادہ نہیں،ایک طالبان کمانڈر نے اپنے ایک بیان میں پاکستان فوج میں سپاہی کے کردار کی تصویر کشی اِن الفاظ میں کی ہے" فوج میں سپاہیوں کو شودروں کی طرح اور افسروں کو برہمنوں کی طرح رکھا جاتا ہے۔افسروں کے بیت الخلاء سپاہیوں کی بیرکوں سے زیادہ بہتر ہیں،پاکستانی سپاہی زمین پر موجود سب سے احمق مخلوق ہے جو اپنی دنیا اور آخرت چند ٹکوں کی خاطر تباہ کر دیتے ہیں، سپاہی سب سے زیادہ نقصان اُٹھاتے ہیں اور اُنہیں سب سے کم صلہ ملتاہے۔"
الغرض اِن سب اخلاقی برائیوں کی وجہ سے دوسرے بہت سے لوگوں کی طرح میں بھی فوج سےبدظن تھی لیکن چونکہ میں اپنے چاروں طرف اِس سسٹم کے خلاف کوئی بغاوت نہیں پاتی تھی اور اگر کوئی اشارے کناؤں میں بھی بات کرتا تو اِسے انتہائی قبیح اور غدارانہ اور ملک دشمن فعل تصور کیا جاتا کہ سوچنے والاخود نادم ہو جاتا۔ چنانچہ میں نے بھی ظلمت کا لبادہ اوڑھ لیا۔ جب سن دو ہزار ایک کے بعد فوج نے کھلم کھلا صلیبیوں کا ساتھ دیتے ہوئےاسلامی امارت افغانستان کو ڈھانے کی کاوشیں شروع کیں تب بھی میں بدقسمتی سے اِس فوج کی وفاداری کے گن گاتی رہی، میں اور بہت سے نوجوان یہ سوچتے رہے کہ یہ سب کچھ پرویز مشرف ملک کی بقاء کے لیے کر رہا ہے اور امارت اسلامی میں موجود مجاہدین دراصل یہودی اور انڈین ایجنٹ ہیں جو پاکستان کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔

یہاں میں دجالی میڈیا کے کردار کا تذکرہ بھی کرتی چلوں۔ زمینی جنگ شروع ہونے سے پہلے مغربی میڈیا نے اقوام متحدہ اور امریکہ کے ایماء پر میڈیاکی جنگ شروع کی۔پوری دنیا میں ایمرجینسی کی خود ساختہ کیفیت نافذ کر دی گئی،اسلامی امارت کو انسانیت کا بدترین دشمن اور دہشت گردی کا مرکز قرار دیا گیا۔سکیورٹی کونسل کے اجلاس پر اجلاس بلائے گئے۔ اخبارات اور حالاتِ حاضرہ کےٹاک شوز کےذریعے عوام میں دہشت کی فضا کو فروغ دیا گیا اور یہ احساس پیدا کیا گیا کہ امریکہ ناقابلِ تسخیر قوت ہےجسکے آگے سب اقوام ہیچ ہیں۔ ہماری زندگی اور موت امریکہ کے ہاتھ میں ہے۔ الغرض "امریکی بت" اسمبلی اور پارلیمنٹ میں کھڑا کر دیا گیا جسکے آگے ہمارے سیاستدان اور جرنیل سجدے میں گر گئے۔عوام اور نچلے طبقےکے فوجی سب اِس دہشت کی فضا میں خاموش تماشائی بنے اپنے بڑوں کے پیچھے پیچھے چلے، درحقیقت مجھ سمیت بہت سے لوگ جان بوجھ کر انجان بنے رہے۔ خود غرضی اور بے حسی کی تصویر۔ورنہ اُس وقت بھی حق اور باطل اِس قدر واضح تھا کہ سادہ لوح عوام کے لیےحق کو پہچاننا آسان تھا لیکن اصل مشکل ہر دور میں حق کو پہچاننے میں نہیں بلکہ اُس کا ساتھ دینے اور طاغوت سے ٹکرانے میں ہے۔
یہ سوال مجھ سے سب سے زیادہ پوچھا جاتا ہے کہ آخر کیسے اچانک میں نے اللہ کی توفیق سےظلمت سے نورکی طرف سفر کیا۔درحقیقت مجھے اِس ہدایت کی کئی سالوں سے تلاش تھی جیساکہ میں نے پہلے بیان کیا کہ میں ایسے نظامِ حیات کی تلاش میں تھی جو انسانیت کو موجودہ ظالمانہ نظام سے نجات دلائےاور ایک منصفانہ، پر اَمن معاشرہ ترتیب دے جو حضرتِ انسان کی جسمانی و روحانی نشونما کا باعث بنے۔
میں نے بہت جلد بیرونِ ملک میں ترقی کی منزلیں طے کیں۔فزیشن ٹریننگ میں داخل ہونے کے بعد میں نے کامیابی سےفزیشن امتحان پاس کیا۔ میری زیادہ تر ٹریننگ دل کے امراض میں تھی ۔مجھے شروع سے دل کی سحر انگیز تخلیق و پیچیدہ مشنری انتہائی متاثر کرتی رہی۔میں اکثر کیتھ لیب (دل کے آپریشن کا کمرہ) میں کھڑی ہو کر دل کو اور اسکو جکڑی ہوئی لاکھوں رگوں کا مشاہدہ کرتی۔کیسے ایک ہاتھ کے برابر یہ گوشت کا لوتھڑا پورے جسم کو خون پمپ کرتاہے،میں بے اختیار اِس کے اور ہر شے کے خالق کی عظمت و بزرگی کے خیال سے ہی کانپ اُٹھتی۔ اس وقت میں اسلام میں دل کے کردار سےنا واقف تھی۔لیکن اب میں اکثر اس گوشت کے لوتھڑے کے بارے میں سوچتی ہوں جو اگر صحیح ہےیعنی تقویٰ کی راہ پر ہے تو تمام جسم صحیح ہے اور اگر وہ خراب ہے تو تمام جسم خراب ہے اُسکا نام دل ہے۔ یقیناً" جدید سائنس آج قرآن و سنت سے خالی ہونے کی وجہ سےانسانی جسم ،امراض کو اور انکے حل کو صحیح طور پرسمجھنے سے قاصر ہے۔کیا وہ ہی بہترین نہیں جانتا جس نے تخلیق کیا؟ اسکے علاوہ جب بھی میں کافروں کو بسترِ مرگ پر دیکھتی تو میرا دل دہل اُٹھتا ۔ نااُمید ، تاریک آنکھیں، موت کی وحشت،دنیا اور مال و متاع ہمیشہ کے لئے چھِن جانے کا غم، وہ دنیا جسکے لئے پوری عمر گزار دی اب آخر میں وہ بے وفا یوں چھوڑ کر چل دی جیسے

کہ جانتی ہی نہ ہو۔پھر اپنوں کا ساتھ چھوڑ جانا یہ سب اِن کافروں کا بسترِ مرگ پر حشر تھا۔ ایک بلڈ کینسر کا مریض میرے وارڈ میں داخل تھا اُسے ہم نے تقریبا دو ہفتے کا وقت دیا کہ اِس سے آگے تمہاری زندگی کی سانسیں مشکل نظر آتی ہیں۔ جب میں ہر روز اُسکے کمرے میں معائنے کے لیے جاتی تو وہ گھڑی کو گھور کر دیکھتا اور کہتا،"ڈاکٹر دس دن باقی ہیں" دوسرے روز کہتا،"ڈاکٹر نو دن باقی ہیں" اور آخر کار کچھ دنوں کےبعد وہ مر گیا۔اُسکی نااُمید خوفزدہ آنکھیں میرے دل کو بھی خوفزدہ کر گئیں۔ میں اکثر رات کو ڈرائیونگ کرتے ہوئےاُن آنکھوں میں بسی نااُمیدی اور خوف کو اپنے سامنے دیکھتی اُس وقت وہ نا اُمیدی میرے دل میں بھی اُتر جاتی اور کبھی کبھی گاڑی سمیت سمندر میں اُتر جانے کا خیال میرے دل میں آتا۔میں اُسوقت دل ہی دل میں اللہ کو یاد کرتی اور گڑ گڑاکر دعا کرتی کہ" اے دلوں کا حال جاننے والے رب! مجھے اِن ظلمتوں کے اندھیروں سے ہدایت کی روشنیوں میں لے جا ۔میں اِس پر فریب ،لاحاصل دنیا سے متنفر ہوں۔

لیکن دنیا تھی کہ میری طرف لپک کر آتی ۔مجھے میری اعلیٰ کاکردگی کی بنا پر پی ۔ایچ ۔ڈی سکالر شپ ملا، جس میں دل کے باریک خلیوں پر ریسرچ کرناشامل تھا۔دنیا میری مٹھی میں تھی ،پیسا ،شہرت،عزت الغرض ہر چیز مجھے ملی جس مقصد کے لئے میں نے پاکستان چھوڑا تھا وہ میری اُمید سے زیادہ بڑھ کر پورا ہوا۔لیکن پھر بھی دل میں کوئی اور پیاس باقی تھی۔ میں اب بھی اپنے آپکو ناخوش ،غیر مطمئن پاتی تھی اور دل کی تاریکی تھی کی بڑھتی ہی جاتی ۔یہ سوچ کر میں نے دنیا گھومنے کا ارادہ کیا کہ شاید وہاں میری پیاس بجھ جائے۔لیکن ہر جگہ پیسے کی دوڑ ، اخلاقی بے راہ روی ، نفس کی پرستش نظر آئی ۔انسان جانور سے بدتر محسوس ہوا۔ آج دنیا کی محبت میں آخرت کو فراموش کرنے والوں کےلیے میری کہانی عبرت ہونی چاہیے ۔اُس وقت میرا ہینڈ بیگ دو لاکھ کا، جوتے لاکھ لاکھ روپے کےاور عام استعمال کے کپڑے لاکھ ،پچاس ہزار سے کم نہ ہوتے، جہاز کا سفر میرےلیے سائیکل کے سفر سے ارزاں تھا، ہوٹل میں ایک وقت کا کھانا تیس، چالیس ہزارسے کم نہ ہوتا۔انگریز میرے پرائیوٹ کلینک کے باہر ہاتھ جوڑے خادموں کی طرح کھڑے ہوتے۔ الغرض اگر دنیا کی زندگی ہی خوشی و روحانی راحت کا باعث بنتی تو میں شاید خوش اور پر سکون زندگی گزار رہی ہوتی۔ لیکن حقیقت اسکے برعکس تھی، مجھ سے زیادہ روحانی مفلسی، اخلاقی بدحالی ،قلبی تاریکی، اعصابی تناؤ کا شکار شاید بہت کم لوگ تھے اور اسکی وجہ میرے ضمیر میں جاری حق و باطل کی نہ ختم ہونے والی جنگ تھی ۔۔دن ہسپتال میں کافر مریضوں کی "خدمت" میں گزرتا اور رات کافروں کے ساتھ ڈنر پارٹیز میں یا کلبوں میں۔ہر دم یہ احساس باقی رہتا کہ میں ایک جھوٹی ، بے مقصد سی انسانیت کے اعلیٰ معیار سے گری ہوئی زندگی بسر کر رہی ہوں ۔میرے اردگرد کے اکثر لوگ اِس زندگی سے نہ صرف خوش نظر آتے بلکہ اِسی کے حصول میں کوشاں رہتے۔شاید وہ ضمیر کو درگور کر چکے تھے۔ آخر میں نے اسلام کی طرف لوٹنے کا فیصلہ کیا اور میرا رخ مساجد کی طرف ہوا۔ مجھے اپنے سامنے ایک زندہ اعلیٰ کردار کی تلاش تھی جو ایک رول ماڈل ہو اور میں اُس سے دین کو سمجھوں ۔لیکن جیسا کہ نبی ﷺ نے ہمیں خبردار کیا تھا کہ آخری وقت میں بدترین مخلوق یہ گمراہ کرنے والے عالمِ دین ہی ہوں گے۔ مجھے وہ اپنے سے زیادہ دنیا کے حریص اور دین کی روح سے بے بہرہ محسوس ہوئے۔ناکامی میں نے عیسائیت اور یہودیت کا مطالعہ شروع کیا لیکن انکی تعلیمات مجھے سب سے بڑھ کر عقل کے خلاف اور ناقابلِ عمل لگیں۔ میں نے انتہائی اُداسی اور ڈپریشن کی حالت میں اللہ کی طرف پھر صدقِ دل سے رجوع کیاکہ "یا اللہ ! میرا دل گواہی دیتا ہے کہ آپ ہی ہر چیز کے خالق و مالک ہیں، میں آ پ سے بھیک مانگتی ہوں کہ مجھے اُس زندگی کی طرف ہدایت دیں جو صحیح معنوں میں زندگی ہے "۔کچھ اور واقعات کا ذکر کرنا چاہتی ہوں جو میری توبہ کا ذریعہ بنے۔ ایک دفعہ ایک عورت میرے وارڈ میں داخل ہوئی اُسے بلڈ کینسر تھا اس کےچہرے پر عجیب سی سیاہی اور خوف کے اثرات تھے۔میری ٹیم کے اندازے کے مطابق اُسکی صحت بہتری کی طرف گامزن تھی۔ایک دن میں معمول کی طرح اُسکے کمرے میں معائنہ کی غرض سے گئی اُسکی آنکھیں خوف کے مارے پھٹی جارہی تھیں اور وہ کانپ رہی تھی ۔میں نے پریشانی کی وجہ پوچھی تو وہ گویا ہوئی ،" وہ لوگ مجھے لینےآ گئےہیں اور اب میری موت کا وقت قریب ہے"۔ میں نے حیرت سے پوچھا کہ کون لوگ؟ تمہارے کمرے میں تو پورا دن کوئی نہیں آیا۔ میں نے کہا کہ رپورٹس کے مطابق تم بہتر ہو رہی ہو۔ وہ خوف سے بولی ،" نہیں اب مجھے کوئی نہیں بچا سکتا "۔ میں نے اُسے ذہنی سکون اور نیند کی گولیاں دیں ۔پھر دوسرے دن جب میں ڈیوٹی پر واپس آئی تو معلوم ہوا کہ وہ انتہائی تکلیف کی حالت میں مر گئی ۔موت کے وقت اُس کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی اور موت کی سختی کئی گھنٹوں تک جاری رہی ۔ میں یہ سوچ سوچ کر پاگل ہو رہی تھی کہ آخر کون تھا اُسکے کمرے میں اور اُسے اپنی موت کا یقین کیسے تھا۔میرے پاس جواب نہیں لیکن موت کا خوف، نا اُمیدی اور موت کی سختی جو کچھ اللہ نے مجھے دکھایا وہ مجھے بہت کچھ باور کرا گیا۔ اب میں مسلسل موت کے خوف میں مبتلا رہتی۔پھر میں نے دیکھا کہ کافر کے مرتے ہی ایک گلے سڑے ہوئے گوشت کی طرح بدبو اُٹھتی۔جو نہ صرف میرے لیے بلکہ مریض کے رشتے داروں کےلئے ناقابلِ برداشت ہوتی۔موت کی تکلیف کبھی کبھی ہفتوں جاری رہتی، جسے ہم غرغرا کہتے ہیں ۔ میں نےشعبہ نفسیات میں بھی کام کیا۔ کافروں میں خودکشی کا تناسب بہت ذیادہ ہے۔دماغی امراض خاص کر ڈپریشن بہت ہےظاہری طور پر نارمل نظر آنے والے لوگ جب میرے کلینک آتے تو مجھے اُنکی حقیقت کا اندازہ ہوتا وہ ذہنی انتشار ، بے سکونی ، ڈپریشن کا شکار تھے۔ایک بے مقصد سی جانوروں والی زندگی گزارنے سے تنگ نظر آتے۔میں اِس روشنیوں سے بھری جدید تہذیب کا اصل چہرہ دیکھ چکی تھی ۔ یہ دجال کے پیروکاروں کا بنایا ہوا سرمایہ دارانہ نظام دراصل ایک خاص

طبقے کو امیر سے امیر تر بنانے ، تمام مادی وسائل پر قبضہ کرنے اور انسانیت کو اپنا غلام کرنے کانظام ہے۔جمہوریت انہی لوگوں کا بنایا ہوا بت ہے جو اِن شیاطین کو صاحبِ اقتدار رکھتا ہے اور آئین جسکو انتہائی مقدس قانون سمجھا جا تا ہےوہ اِن جابر حکمرانوں کے انسان دشمن کردار کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔مجھے احساس ہوا کہ جب میں طب کی اتنی ضخیم کتابوں کا مطالعہ کر سکتی ہوں تو قرآن کو تو خاص ہماری ھدایت کےلئے بھیجا گیاہے مجھےقرآن کو خود پڑھنا چاہیے اور اُس میں یقینامیرے تمام مسائل کا حل موجود ہے صرف اللہ سبحان و تعا لیٰ ہی انسان کو ایسے طریقہ حیات کی طرف رہنمائی دے سکتے ہیں جو انسان کو انسان کی غلامی سے نکال کر باعزت زندگی کی طرف لے جاتا ہے، یہاں میں ذکر کرتی جاؤں کہ بڑھتی عمر کے ساتھ میرے والدین کو اللہ نے توبہ کی توفیق دی اُنکی طرف سے بھی مجھے متواتر یہ نصحیت آتی کہ قرآن کا مطالعہ کرو لیکن شاید میرے بگڑے ہوئے نفس کو ابھی ایک اور جھٹکے کی ضرورت تھی۔ میں اپنے اردگرد کی شیطانی دنیا سے نکلنے کی کوشش کرتی اور ہر بار میرا پروان چڑھتا ہوا میڈیکل کیرئیر یاپھر بھٹکے ہوئے دوست مجھے واپس پلٹنے پر مجبور کر دیتے ۔ آخر میری روحانی بیماری جسمانی بیماری بن کر ظاہر ہوئی ۔میں اچانک آنتوں کی انتہائی تکلیف دہ بیماری میں مبتلا ہو گئی ۔مجھے نوکری چھوڑنی پڑی ۔یقین مانیئے ایک لحاظ سے میں نے اِس بیماری کو اللہ کی مدد سمجھا، تمام دوستوں سے لاتعلقی اختیار کر لی اور ہسپتال کو لکھ کر بھیج دیا کہ میں نامعلوم عرصے تک واپس نوکری پر نہیں آ سکوں گی۔گوشہ نشینی اختیار کر لی تاکہ سب سے تعلق توڑ کر صرف اپنے محبوب ربِ کریم سے تعلق جوڑ لوں۔مجھے یاد ہے کہ جب مجھے اپریشن کےلیےلے جایا جا رہا تھا اُس رات میں نے روتے ہوئےدعا کی،'' یا رب آپ الرحمن الرحیم ہے،آپکو اپنی رحمت کا واسطہ مجھے اِس نفس و شیطان کی پجاری زندگی سے نکال کر ایسی زندگی میں لے جائیں جس میں صرف ایک رب العزت کے آگے تسلیم ہوناہو۔''میں انتہائی تکلیف کے عالم میں اللہ رب العزت کے آگے سجدہ ریز ہو گئی مجھے ایسا سکون نصیب ہوا جو اُس سے پہلے کبھی محسوس نہ ہوا تھا۔ سجدہ تو کیا لیکن سجدے میں کچھ نہ کہہ سکی میری جہالت دیکھئے کہ نماز تو دور کی بات سجدہ میں کی جانے والی تسبیح تک یاد نہ تھی، شاید پڑھنے والوں کو میری گمراہ کن حالت پر حیرت ہو لیکن یقین مانیے کہ فوجیوں ،سیاستدانوں، بیوروکریٹوں کی اولادوں کا آج یہی حال ہے آخر کیوں نہ ہو، ان اداروں کا نصب العین صرف کفار کی مدد کرنا اور اسلام کا قلع قمع کرنا ہے اور اِس کفریہ عمل کے بدلے اِنہیں کیا ملتا ہے صرف چند ڈالر جس سے انکی اولادیں بیرونِ ملک اعلیٰ تعلیم حاصل کرتی ہیں اور باپ سے بڑھ کر بیٹا کفار کا معاون اور اللہ کا دشمن ثابت ہوتا ہے گنہگار اولاد درحقیقت اللہ کی طرف سے اِن ظالموں کی سزا ہے۔ الحمدللہ مجھے اپنے گناہ کا احساس ہو گیا تھا، احساسِ ندامت سے آنسو نہ رکتے تھے، ہر لمحے رب العزت سے توبہ کی توفیق اور قبولیت مانگتی۔یقین مانیئے میری توبہ کے صرف پانچ روز کے بعد میری آنتوں کا دوبارہ معائنہ ہوا اور حیرت انگیز طور پر یہ معلوم ہوا کہ میرا اندرونی زخم تقریباپچانوے فیصد ٹھیک ہو گیا ہےمیرے انگریز معالج دنگ رہ گئے لیکن میں نے اُنکو انتہائی اطمینان سے کہا کہ ،''مجھے معلوم ہے وہ وجہ جسکی بناء پر میرے زخم ٹھیک ہوگئےہیں'' ، اور مجھے یقین ہوا کہ میری توبہ قبول ہو گئی ہے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ جب کسی کو ہدایت دیتے ہیں تو وہ آدھا راستہ نہیں دکھاتے بلکہ سنت اللہ ہے کہ صراطِ مستقیم مکمل طور پر واضح ہو جاتا ہے تاکہ جو صحیح معنوں میں ہدایت کا متلاشی ہےوہ منزلِ مقصود تک پہنچ جائے اور جو دل میں منافقت چھپائے ہوئے ہےاُسکی منافقت ظاہر ہو جائے اور اُس پرحجت تمام ہو جائے ، میں ایک چھوٹا سا سکارف اوڑھ کر اور عبایا پہن کر سمجھی تھی کہ یہ اصل دین ہےمیں نے ہسپتال میں کام جاری رکھا اور کافروں میں اُٹھنا بیٹھنا بھی، ہسپتال میں موجود ایک چھوٹی سی مسجد میں نماز ادا کرنے میں کبھی کوتاہی نہ کی اور یہ سمجھ بیٹھی کہ کافروں کو اپنے اخلاق وکردار سے اسلام کی تبلیغ کرنا کافی ہے اور بہت جلد پوری دنیا اسلام قبول کر لے گی۔

جب پاکستان جاتی تو فوجی افسروں سے ملاقات میں وہ مجھے اپنے ہم خیال ملتے مثلا اسلام ایک پر امن مذہب ہے اور تشدد کے راستے سے ہم بزورِ شمشیر کافروں کو مسلمان نہیں کر سکتے ہمیں نبیﷺ کی طرح صبر اور اعلیٰ اخلاق سے کافروں کو اسلام کی طرف مائل کرنا ہے ابھی ہم درس و تبلیغ کے مکی دور سے گزر رہے ہیں۔ نبیﷺ نے بھی ضرورت پڑنے پر مختلف قبائل سے امن معاہدے کیے اور امریکہ سے ہمارا معاہدہ مسلمانانِ برصغیر کے مفاد میں ہے۔طالبان ریاست کے باغی ہیں، ہندو و یہود کے ایجنٹ اور شریعت کو استعمال کر کے اپنے مذموم مقاصد پورے کرنا چاہتے ہیں۔

میں طالبان کے عورتوں سے برتاؤ کے بارے میں بھی منفیت کا شکار تھی، ملکی وغیر ملکی میڈیا اور فوجی حلقوں میں یہ بات مشہور ہے کہ طالبان عورتوں سے جانوروں سے بدتر سلوک رکھتے ہیں، اُنکی بیویاں جاہل ہیں اور مجبورا شوہر کے ڈر سے جہاد کے راستے پر اُنکے ساتھ ہیں، طالب کی بیوی کی زندگی ہانڈی چولہے سے شروع ہوتی ہے ہانڈی چولہے پر ہی ختم ہو جاتی ہے ۔ فوجی پارٹیوں میں طالبان کی سفاکیت کی جھوٹی داستانیں بڑے جوش و خروش سے پیش کی جاتیں جنہیں سن سن کر میں طالبان سے نفرت اور ہر صورت میں اِنہیں ختم کرنےکی جستجو میں لگ گئی۔ مجھے اُسوقت صرف فوج ہی مسیحا کے روپ میں نظر آئی۔ سب کچھ سطح پر صحیح نظر آتا تھا لیکن پھر بھی میرےدل و دماغ میں جنگ جاری رہی۔ قرآن و سنت کی سسرسری تعلیم ہی سے مجھے معلوم ہو گیا کہ میں حقیقتا'' آدھا تیتر آدھا بٹیر ہوں، نہ پوری مسلمان نہ پوری کافر شایدمنافق۔ پھر میں نے قریب سے فوج کی غیر اسلامی طرزِ حیات دیکھی تھی مجھے وہ شریعت کے اصولوں کے برخلاف نظر آئی۔میں حیران تھی کہ طالبان تعداد، وسائل کی قلت کےباوجود کس طرح دنیا کی چھٹی بڑی فوج سے ٹکر لینے کے لیےتیار ہیں اور اتنے سالوں پر محیط ہزاروں آپریشنز کے باوجود فوج اِنکا قلع قمع کرنے میں ناکام ہے، آخر

اَنکے پیچھے ایسی کونسی طاقت ہے اور ایسا کونسا مقصد ہے جواِنکے بلندحوصلوں کا باعث ہے۔ میں نے انٹرنیٹ پر پاکستانی فوج کی قبائلی علاقوں میں عوام پر بمباری کی رپورٹنگ جو آزاد غیر جانبدار میڈیا سے کی گئی تھی دیکھی، چار سو بچے ڈرون طیاروں کی بمباری سے موت کی نیند سو گئے۔میں نے محسوس کیا کہ پاکستانی فوج اور سیاستدان کھلم کھلا جمہوریت کے پرچار میں مصروفِ عمل ہیں اور نفاذِ شریعت اُنکا مشن نہیں۔مجھے نجی محفلوں میں فوجی افسر اور اُنکی بیگمات اکثر یہ کہتے ہوئے ملتےکہ شریعتِ نبوی ﷺ نعوذ با للہ پرانی ہو گئی ہےاور اِسمیں جدید خیالات لانے کی ضرورت ہے تاکہ ہمارےاور مغرب کے درمیان پیدا شدہ خلیج کو دور کیا جا سکےیعنی ہمارا ہدف اللہ کو خوش کرنا نہیں بلکہ کفار کو خوش کرنا ہے۔میں عجیب سی کشمکش کا شکار تھی۔ میں پھر سجدے میں رب العزت کےحضور جھک گئی اور دعا کی،’’ اے بھٹکوں کو راہ دکھانے والے، اے ظاہر و پو شیدہ کو جاننے والے میری صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت فرما وہ صراطِ مستقیم جس پر چلنے والوں پر تو نے نعمتیں نچھاور کیں نہ کہ اُن پر جن پر تیرا غضب نازل ہوا‘‘۔

۔ میری ہدایت کے لیے اللہ سبحان وتعالیٰ نےایک انتہائی متقی وشفیق عالمہ کو بھیجا جسکو میں نے ہر دم پابندِ شریعت، نفاذِ شریعت اور اللہ کے دین کی تبلیغ میں مگن پایا، اُس نے مجھے استنجا سے لیکر جہاد الغرض ہر چھوٹے بڑے احکام کی عملی تربیت دی۔دو سال دن رات میں نے اُسکے ساتھ قرآن و حدیث کو نہ صرف پڑھا بلکہ اپنی عالمہ کے قول و فعل میں اِس تعلیم کا عملی نمونہ دیکھا ۔ اصل میں عالمہ سے ملاقات سے پہلے ہی میں دین کے راستے پر آچکی تھی لیکن میں مکمل اسلام میں داخل نہیں ہوئی تھی ۔میں نقاب کر چکی تھی اِس ’’جرم‘‘ کی پاداش میں مجھے ڈاکٹری کی پریکٹس سے ہاتھ دھونے پڑے۔بہت دفعہ میرے قدم ڈگمگائے، نفسِ امارہ و شیطان نے گناہ کی طرف واپس پلٹنے کے لیے زور لگایا لیکن اللہ میری عالمہ کو اجرِ عظیم عطا کرے کہ اُس نے صبر اور حکمت سے مجھےسیدھے راستے کی طرف لگائے رکھا۔ دین سیکھنے کے علاوہ میں اپنی عالمہ کے ساتھ لوکل کمیونٹی خاص کر خواتین کی دعوت و تبلیغ اور فلاح و بہبود میں بھی لگی رہی۔الغرض جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیاوہ اسلام میں عورت کی حیثیت ہے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ ہمارے خالق ہیں اور وہ ہی جانتے ہیں کہ ہمارےلیےکیا بہتر ہے۔ مرد کو عورت پر حاکمیت دی گئی ہے۔ مرد آخرت میں خاندان کا سربراہ ہونے کے ناطے اللہ کے حضور جوابدہ ہے اسکے برعکس عورت کی حیثیت نائب کی سی ہے، اسکے سر سے ذمہ داریوں کا بوجھ اُٹھا دیا گیا ہے فرائض کم رکھے ہیں اور اِس لحاظ سے حقوق کو فرائض کے متوازی رکھا گیا ہے۔عورت کو ہر سہولت سے رکھا گیا ہے۔شادی سے پہلےباپ کی آغوش میں وہ کھیلتی ہے پھر شوہر کی مضبوط بانہیں اُسکا مسکن ہوتی ہیں الغرض اِس صنفِ نازک کی زندگی میں تحفظ اور محبت شامل ہے۔جہاں تک آخرت کا حساب ہے مرد اور عورت سے اپنےاپنے اعمال کی پوچھ ہو گی۔جس نے نیکی کمائی ہوگی اُسکو اُسکا اَجر ملے گا اور جس نے بدی کمائی ہو گی اُسکو اُسکی سزا ملے گی۔اِس لیے وہ خواتین جو اپنے شوہروں کے پیچھے لگ کر گناہ کے راستے پر چل رہی ہیں وہ یاد رکھیں کہ اُنکا حساب اُنکے خاوند سے نہیں ہو گا بلکہ وہ خود ذمہ دار ہیں اپنے اعمال کی۔

مغربی معاشرے میں عورت کو صرف ایک پیسے کی مشین، جنسی گڑیا اور بازار میں بکنے والی ’’چیز ‘‘ بنا دیا گیا ہے میں بہت عرصہ ’’آزادیِ خواتین‘‘ کا راگ آلاپتی رہی لیکن مغرب کی زندگی کا مزہ چکھنے کے بعد احساس ہوا کہ ’’آزادیِ خواتین‘‘ دراصل’’ذلتِ خواتین‘‘ ہے اور اسکا مطلب خواتین کو معاشرے کی خواہشات کے مطابق ڈھالنا ہےاور اِس کیپٹلسٹ سسٹم کا ایک کارآمد رکن بنانا ہے جو زیادہ سے زیادہ سر مایہ لاسکے۔مجھے باہر ملک میں کام کرتے ہوئےبار بار یہ احساس دلایا گیا کہ مجھے مردوں کے مساوی کام کرنا ہے اور اپنی صنفِ نازک کو راستے میں رکاوٹ نہیں بننے دینا۔ عورت گھر اور باہر کی زندگی کے درمیان شٹل کاک بن گئی ہے اپنی قدرتی و طبعی شخصیت کو نظر انداز کرکے وہ دجالی معاشرے کے تیار کردہ سانچے میں ڈھل گئی ہے نتیجتا’’ اپنا تقدس و رتبہ کھو بیٹھی ہے۔ مغربی معاشرے میں حالانکہ میں اُنکے اعلیٰ تعلیم یافتہ امیر طبقے میں شامل تھی لیکن پھر بھی مجھے کبھی عزت محسوس نہ ہوئی جنس اور دولت کی ہوس سے بھری آنکھیں میرا پیچھا کرتی رہیں ۔ ایک نقاب نے مجھے مسلمانوں اور کافروں کی نظر میں وہ عزت و مرتبہ دیا جو پہلے کبھی نہ ملا تھا۔ جہاں میں نےکافروں کی گندی، کھوکھلی تہذیب اپنی آنکھوں سے دیکھی وہاں میں نے اُنکا اپنے ساتھ نفرت آمیز سلوک بھی دیکھا جو میرے نقاب کرنے کے بعد سے شروع ہوا۔ مجھے شاپنگ سنٹر میں کھلے عام ایسے طعنے ملتے مثلا’’اسامہ کی بہن تم ہمارے ملک میں کیوں آئی ہو،اپنے ملک دفع ہوجاؤ، تم طالبان کی ایجنٹ ہو ۔ کبھی میری گاڑی کا پیچھا کیا جاتا اور مجھے خوف و ہراس میں رکھا جاتا۔یہ غیر منصفانہ سلوک میرے ساتھ پاکستان اور ملائیشیا ائیرپورٹ پر بھی پیش آیا جہاں کھلے عام شناخت کے نام پر نقاب نہ اتارنے کے جرم میں مجھے بے عزت کیا گیا۔ میں نے جلد ہی اندازہ لگا لیا کہ دارالکفر میں رہ کر میں کسی صورت اسلام پر صحیح معنوں میں عمل نہیں کر سکتی، میں نے سعودی عرب ہجرت کا پروگرام بنایا تاکہ وہاں رہ کر نہ صرف اسلامی دائرہ اختیار کے اندر شعبہء طب میں اپنی خدمات انجام دے سکوں بلکہ اسلامی نظام کی برکات سے بہرہ مند بھی ہو سکوں۔ یہ میری خام خیالی تھی، آج عالمِ اسلام پر اہلِ سعود کی منافقت صاف ظاہر ہو چکی ہے سعودی نظامِ حکومت آمریت پر مبنی ظالم نظامِ حکومت ہے جس میں کہیں کہیں شرعی قانون کے پیوند لگائے گئے ہیں۔ میں نے تمام تر کوششیں سعودی عرب ہجرت کی لئے صرف کر دیں۔میں گھنٹوں دعاؤں میں سعودی ہجرت کی تمنا کرتی۔انسان بہت جلد باز اور تنگ نظر واقعہ ہوا ہے میری عالمہ مجھے اکثر کہتی تھی کہ انسان تنگ نظری اور جلد بازی کی وجہ سے دنیا و آخرت کی تھوڑی سی خیر مانگتا ہے جبکہ اللہ رب العزت

کی ذات اُسے بے انتہا خیر دینے کا فیصلہ کر چکی ہوتی ہے۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ عرشِ عظیم کا مالک مجھے ایمان کی چوٹی یعنی جہاد کی راہ پر ڈالنا چاہتا ہے جس راہ پر لوگ برسوں کی ریاضت کے بعد پہنچتے ہیں میرا رحیم وکریم رب مجھے ایک آن میں وہاں پہنچانا چاہتا تھا، وہ بادشاہ ہے یہ اُسکی مرضی کہ ایک یہود ی کو ایسی ہدایت سے نواز دے کہ وہ کلمہ پڑھتے ہی میدانِ جہاد میں کود پڑے اور شہید ہو جائے، فرعون کے جادوگر جو چند لمحوں پہلے دنیا کے لا لچ میں حضرت موسیٰؑ کے مقابلے پر تیار تھے عصا کو سانپ بنتے دیکھ کر ایسے سچ کو پا گئے کہ فوراً" موسیٰؑ و ہارونؑ کے رب کے حضور سجدہ ریز ہو گئے۔ حقیقتِ حال یہ ہے کہ سچی توبہ کا ایک آنسو انسان کو جنتوں کی وسعتوں تک پہنچا دیتا ہے، میں تو صرف سعودی عرب ہجرت کا سوچ رہی تھی جبکہ آسمانوں پر میری سرزمینِ جہاد کی طرف ہجرت کا فیصلہ ہو چکا تھا ۔سورۃ الاحزاب کی آخری دو آیات نے میری دنیا بدل دی؛ "بلا شبہ ہم نے اپنی امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تو اُنہوں نے اسے اُٹھانے سے انکار کر دیا اور وہ اِس سے ڈرگئےاور وہ امانت انسان نے اُٹھا لی ، یقینا وہ بڑا ظالم اور بہت جاہل ہے۔ ہم نے یہ امانت اس لیے اُٹھوائی کہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے اور اللہ مومن مردوں اور مومن عورتوں پر رحم فرمائے، اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔" آیت نمبر 37،27

"امانت " یہاں امانت سے مرادشریعت ہے اور شریعت کو سب سے پہلے اپنے آپ پراور پھر اللہ کی زمین پرنافذ کرنا ہےیہ ایسی وزنی امانت ہے کہ پہاڑوں کو اِسے اُٹھانے کا حوصلہ نہ ہوا اور انسان نے باعثِ جہالت یعنی فقط اس پر عمل کرنے کے اجر وثواب کو ہی دیکھا اور شریعت پر عمل نہ کرنے کے عذاب کو خیال نہ کیا اور اِس امانت کو اُٹھا لیا، یہ امانت منافقین کیلئے باعثِ عذاب اور مومنین کے لیےباعثِ رحمت ہے۔ میری دنیا میں بھونچال آگیا، یا اللہ اتنی بھاری امانت میں اُٹھا ئے ہوئےہوں، مجھ سے آخرت میں یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ میں نے ڈاکٹری کی کونسی ڈگری حاصل کی بلکہ یہ امانت جسکی ادائیگی سے پہاڑ بھی کانپ اُٹھےاِسکے بارے میں سوال ہو گا۔ میں ہاتھ باندھ کر اللہ رب العزت کے آگےخوف سے کانپتے ہوئے وجود کے ساتھ نفلِ توبہ کے لیے کھڑی ہو گئ آنکھوں سے زاروقطار آنسوں رواں ہو گئے" یا الٰہی میں اقرار کرتی ہوں کہ میں اِس امانت میں خیانت کی مرتکب ہوئی ہوں، یا الٰہی میں آپ کی پناہ میں آتی ہوں اُس عذاب سے جو منافقین پر آئے گا۔ "میں نے اُس لمحے عہد کیا کہ اب آخری سانس تک اِس امانت کو احسن طریقے سے نبھانا ہے ۔ احادیث کے مطابق ہمیشہ ایک گروہ "طائفۃ المنصورہ" موجود رہے گا جو رہتی دنیا تک یہ "امانت" اُٹھائے رکھے گا۔

اب یہ معلوم کرنا کہ یہ گروہ کدھر ہے کوئی مشکل نہ تھا، میڈیا تک پر انہیں کافروں کا اوّل دشمن قرار دیا گیا ہے میں نے فیصلہ کیا کہ بس مجھے اِنکی صفوں میں شامل ہونا ہے۔ فون کی گھنٹی بجی سعودی عرب سے کال تھی مجھے جوش میں خوشخبری سنائی گئ کہ میرے کاغذات منظور کر لئےگئے ہیں اور جلد ہی میرے لیے اعلیٰ سطح کی نوکری تمام تر سہولیات کے ساتھ تیار ہو گی۔ میں نے انتہائی اطمینان کے ساتھ جواب دیا " مجھے سعودی عرب نہیں آنا" دوسری جانب سے آواز آئی " آپ تو سعودی عرب آنے اور اِس نوکری کے لیے دن رات محنت کر رہی تھیں" میں نے جواب دیا " جو کام مجھے کرنا ہے وہ سعودی عرب میں نہیں ہو سکتا۔" میں نےخراسان ہجرت کا مصمم ارادہ کر لیا۔ میں نے دعا کی " یااللہ مجھے طائفہ المنصورہ میں شامل فرما"۔ مجھے کوئی شک نہیں تھا کہ پاکستانی فوج اصل میں امریکی فوج ہے اور فرق صرف وردی اور تنخواہ کا ہے، طالبان اللہ کے سپاہی ہیں جو اسلام کی سربلندی کے لیے تن من دھن قربان کرنے کے لیے نکلے ہیں۔ میں نہایت پریشانی کا شکار تھی کہ آخر یہ ہجرت میں تن تنہا کیسے کروں گی، پاکستان چھوڑے ہوئے اتنا عرصہ ہوگیا تھا اور مجھے تو اپنے گھر کا راستہ بھی صحیح طرح یاد نہیں تھا ۔میں خراسان کیسے جاونگی اور طالبان کی صفوں میں کیسے شامل ہونگی ؟یہ سب سوال مجھے بے چین کئےہوئے تھے۔ پھر میری عالمہ نے مجھے ایک آیت کی تفسیر سمجھائی۔غزوہء تبوک میں جب کچھ اصحاب کے پاس سواری کے جانور نہیں تھےتو وہ روتے ہوئےگھروں کو واپس ہوئےلیکن اللہ نے اُنکا اَجر لکھ دیا تھا اب اگر میں اپنی منزل تک نہ پہنچتی پھر بھی انشاءاللہ میرا اَجر ربِ کریم کے پاس لکھ دیا گیا تھا۔مزید یہ کہ اگر اللہ سبحان و تعالیٰ مجھے عین کفر کے بیچ اسلام کی روشنی سے نواز سکتے ہیں تو اِس ہجرت کو پورا کرنا کونسا مشکل ہے۔

ٹی۔وی پر ایک دن مغربی خبر رساں ادارے کی ایک رپورٹ میں "تحریکِ طالبان پاکستان " کے امیر محترم مولانا فضل للہ کے بارے میں معلوم ہوا اُس میں اُنہیں "آئرن مین(لوہے کا آدمی)" کے نام سے پکارا گیا اور تجزیہ نگاروں کے مطابق "وہ کافروں کے معاملے میں انتہائی سخت ہیں ، اُنکے تحریکِ طالبان پاکستان کے امیر منتخب ہونے کو عالمِ کفر کےلئے حولناک خبر قرار دیا گیا مزید یہ بھی کہا گیا کہ وہ کسی صورت اپنے اصولوں (شریعت) سے سمجھوتہ نہیں کریں گے" ۔ میں نے سوچا کہ آج کے دور میں کفار کی یلغار کے سامنے ڈٹ جانے والااورکسی صورت راہِ حق سے انحراف نہ کرنے والا طا لفہ-ۃ-المنصورہ کا ایک سپاہی ہی ہو سکتاہے جسکی استقامت کی گواہی خود کفار دے رہے ہیں۔ میں نے سجدے میں ربِ ذوالجلال کے حضور دعا کی،" یا اللہ مجھے بھی اپنے اور اپنے پیارے رسولﷺ کے دشمنوں کےلیے سخت اور مسلمانوں کے لیے نرم بنادے،مجھے اِس قابل بنا دے کہ میں ایک دن محترم مولانا فضل للہ کی رہنمائی میں جہاد کروں" (سبحان اللہ اِس دعا کو مانگے ہوئے ایک سال کا عرصہ بھی نہ ہوا تھا کہ مجھے یہ قیمتی موقعہ نصیب ہوا)۔

پاکستان میں میرے والد میرے اِس اچانک اور تیزی سے بدلتے ہوئے حالات کی وجہ سے پریشان تھے پدری شفقت کی وجہ سے وہ فکرمند تھے کہ کہیں میں جتنی تیزی سے دین کے دھارے میں داخل ہوئی ہوں اُتنی تیزی سےنکل نہ جاؤں لیکن ایک اور بات تھی جو اُنکو پریشان کیے ہوئے تھی

میں اُن سے پاکستان فوج کے غیر اسلامی کردار اور قبائلی علاقوں میں ڈھائے جانے والے مظالم کے بارے میں اکثر پوچھتی، پھر ایک دن یو ٹیوب پر مختلف ویڈیوز کی سرچ کرتے ہوئے جامعہ حفصہ اورلال مسجد میں ہونے والے سفاکانہ قتلِ عام کے واقعات میرے سامنے سے گزرے۔ مجھے یاد ہے آنسو تھے کہ تھمنے کا نام ہی نہ لیتے تھے افسوس صد افسوس تھا مجھے اپنے آپ پر کہ میں کتنے سال غفلت کے سمندر میں تیرتی رہی اور میری بہنوں کی عزتیں پامال ہوتی رہیں۔میں نے فوراً اپنے والد کو پاکستان فون ملایا ،"ابو جان! کیا واقعی فوج نے کچھ سال پہلے جامعہ حفصہ میں دہشت گردی کے نام پر یہ آپریشن کیا تھا۔" ابو لمبی خاموشی کے بعد گویا ہوئے" بیٹے یہ کاروائی ضرور ہوئی تھی لیکن میں اِسکی تفصیلات سے واقف نہیں"۔ میں نے سلام کے بعد فون بند کر دیا۔ میں سانحہ لال مسجد میں فوج کے کردار کے بارے میں ِکشمکش کا شکار تھی۔مجھ پر حقیقت جاننے کا جنون سوار ہو گیا، عجیب سی خواہش نے میرے دل میں جنم لیا کہ میں کسی طرح سانحہ میں موجود عینی شاہد سے آنکھوں دیکھا حال پوچھوں۔لیکن یہ کیسے ممکن تھا؟ مجھے کون جائے وقوعہ تک لےکر جاتا۔ میں نے پاکستان میں موجود اپنی بہن سے مدد طلب کی۔ وہ میری خواہش پر حیران رہ گئ میں نے سوچا کہ چونکہ میرا فی الحال پاکستان جانے کا کوئی ارادہ نہیں اس لیے میں اپنی بہن کی مدد سے تمام معلومات حاصل کر سکتی ہوں پہلے تو وہ ٹال مٹول کرتی رہی پھر میرے اصرار پر راضی ہوگئ۔ کچھ دن بعد میں نے پھر اُسے رابطہ کیا اُس نے مجھے بتایا کہ جامعہ حفصہ اب موجود نہیں ہے اور یہ لوگ غیر ملکی دہشت گردوں کو پناہ دیتے تھے، اِنکی طالبات ملک میں بد امنی پھیلانے کی ذمہ دار تھیں جسکی بنا پر اُنکے خلاف آپریشن کیا گیا۔ ساتھ ساتھ میری بہن نے مجھے تنبیہہ بھی کی کہ یہ لوگ ملک دشمن اور خاص کر فوج دشمن عناصر ہیں اور اِن سے کسی قسم کا تعلق میرے مستقبل کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ میرے لیے اِس بات پر یقین کرنا مشکل تھا کہ جس مدرسے کی بنیاد کا مقصد پاکستان میں مکمل اسلامی نظامِ حیات کا نفاذ اور باطل قوتوں کے خلاف علمِ جہاد بلند کرنا ہے وہ دہشتگردی کا مسکن بن جائے گا۔ میں شدید پریشانی کا شکار تھی، میں نے ربِ العزت سے بھیک مانگی کہ مجھے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیں ، حق اور باطل صاف دکھا دیں اور مجھے توفیق دیں کہ میں حق کا ساتھ دوں۔ میں اپنے آپ کو تمام فیملی سے الگ تھلگ محسوس کرنے لگی تھی، وہ میری جہادی سوچ کو " شدت پسندی " سمجھتے تھے اور میں اُنکی سیکیولر سوچ کو اسلام منافی سمجھتی تھی اُن دنوں میں شدید پریشانی کا شکار تھی، مجھے معلوم تھا کہ میں طاغوت اور اِسکے مددگاروں کے خلاف جہاد کرنا چاہتی ہوں لیکن پاکستان جانے سے میرا دل گھبراتا تھا، ڈر تھا کہ کہیں ماں باپ کی محبت آڑے نہ آجائے، یہ بھی خیال آتا کہ کہیں فوج والے مجھے گھر میں نظر بند نہ کر دیں۔شیطان نے ایسا زور لگایا کہ میں ہار گئی اور خراسان ہجرت کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

اللہ سےکیے گئے عہد کو ہر حال میں نبھانا تھا، اُن دنوں شام کے جہاد کا کافی چرچا تھا۔ میری ایک عزیز سہیلی کا خاوند شام میں جہاد کی غرض سے گیا تھا۔ میں نے شام ہجرت کا ارادہ کیا۔میری عالمہ کو میرے فیصلے سے اتفاق نہ تھا اُس نے پھر مجھے خراسان ہجرت پر زور دیا۔ میں نے اُسے صاف کہہ دیا کہ میرے اندر گھر والوں کا سامنا کرنے کا حوصلہ نہیں ہے اور خراسان ہجرت کےلیے کوئی ساتھی بھی نہیں ہے۔ اُس نے اصرار کیا کہ میں پاکستانی ہوں اور اپنے لوگوں کو بہتر طریقے سے دعوت دے سکتی ہوں، دنیا میں جہاں کہیں جہاد ہے اُسکی جڑیں کسی نہ کسی طور خراسان سے نکلتی ہیں ، میں نے سوچا کہ شام کچھ عرصہ گزارنے کے بعد اگر اللہ نے چاہا تو خراسان ہجرت کر جاؤں گی۔آخر کافی تگ و دو کے بعد میری اور میری سہیلی کی شام ہجرت کی ترتیب بنی، مجھے یقین دلایا گیا کہ وہاں مجھے ہسپتال میں خدمت کا موقع دیا جائے گا۔ لیکن ساتھ ہی ایک شرط بھی رکھ دی گئی کہ مجھے شام پہنچتے ہی میری سہیلی کے خاوند کے دوست سے شادی کرنی ہو گی۔ میں نے صاف انکار کر دیا۔ اول تو میرا شادی کا کوئی ارادہ نہ تھا دوسرا مجھے خوف تھا کہ کہیں میری نیت اللہ کے لئے ہجرت کے علاوہ شادی کی بھی نہ ہو جائے۔ شادی سے اعتراض تو نہ تھا لیکن شرط رکھ دینا ،میری طبیعت نے یہ غیر ضروری سختی برداشت نہ کی۔ میں نے شام جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ بظاہر تو میرا ہر منصوبہ ناکامی کا شکار ہوتا نظر آتا تھا لیکن حیرت انگیز طور پر میں اپنے اندر ایک مثبت قوت محسوس کرتی تھی، جتنی تکالیف بڑھتی جاتیں اتنی ہی ایمان کی حلاوت محسوس ہوتی ۔ اب دل کی دنیا نہایت پر سکون تھی۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ اگر تم تقویٰ اختیار کرو اور صبر کرو تو میں تمہارے دل کو ہدایت دوں گا ، میری نیت جان و مال سے جہاد کرنے کی تھی یہاں تک کہ اللہ کا دین باقی تمام ادیان پر غالب ہو جائے اور میری تمام کاوشیں خالص اللہ کی رضا کےلئے تھیں۔آج بھی وہ وقت یاد کرتی ہوں تو ربِ کریم پر بے حد پیار آتا ہے کہ اُس نے اپنی رحمت سے مجھے ڈھانپ لیا، میں اپنی عالمہ کے کہنے پر اپنے آپکو ہر وقت دینی کتابوں کے مطالعے میں مصروف رکھتی، جب انسان کا ذہن علم سے منوّر ہوتا ہے تو کوئی شک و شبہ جگہ نہیں پاتا۔خالی ذہن وسوسوں، شبہات، شیطانی خیالات کی آماجگاہ ہوتا ہے۔ الحمدللہ میں سید قطب شہیدؒ کی کتب سے بھی روشناس ہوئی۔آپ نے جسطرح مغربی دجالی تہذیب سے پردہ اُٹھایا اور مسلمانوں کو توحیدِ حاکمیت سے روشناس کرایا ، ایسا عالم، ایسا مفکر،ایسا لیڈر مسلم اُمہ پر رب العزت کی بے انتہا نوازش ہے۔آپ تو پھانسی کے تختہ پر چڑھ کر انشاءاللہ جنت الفردوس میں داخل ہو گئےلیکن آپکی شہادت کے بعد بھی آپ کی نایاب تفسیر فی ظلال القرآن اور دیگر کتب مجاہدینِ اسلام کے لیےمشعلِ راہ ثابت ہوئیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے جس کا مفہوم ہے کہ ایک شخص اللہ سے دعا مانگتا رہتا ہے ، یہاں تک کہ وہ دعا کے قبول نہ ہونے سے مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے اور دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے حالانکہ اُسکی دعا قبول ہونے والی ہوتی ہے۔ میں دن ،رات جاگتے سوتے اللہ کی راہ میں ہجرت کے اور

جہاد کے خواب دیکھتی رہتی، گڑگڑا کر دعائیں مانگتی۔خراسان میں طالبان کی صلیبیوں کے خلاف کامیاب کاروائیوں کی ویڈیوز انٹرنیٹ پر دیکھتی جس سے میں اپنے اندر مزید ایمانی جذبہ پاتی، حدیثِ نبوی ﷺکو سامنے رکھتے ہوئے انتہائی مایوسی کی حالت میں بھی دعا کرنا نہ چھوڑتی۔ میری محترم عالمہ کو اچانک ضروری کام سے ملک سے باہر جانا پڑا۔ میرا کوئی اور ہم خیال دوست نہ تھا، بس سارا دن گھر میں بند رہتی ڈرتی کہ اگر باہر نکلوں گی تو کہیں کسی فتنے کا شکار نہ ہو جاؤں۔مزید یہ کہ میری جمع پونجی بھی ختم ہونے والی تھی۔ شریعت کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے روزگار ملنا تقریبا" ناممکن تھا۔ میں نے بچیوں کو ٹیوشن پڑھانے کا ارادہ کیا۔ جب بھی ٹیوشن کیلیئے اشتہار دیتی دوسری جانب سے شدید حیرت ہوتی کہ آخر ایک ڈاکٹر کو ٹیوشن پڑھانے کی کیا ضرورت ہے، عجیب سوالوں کا سامنا کرنا پڑتا اور اکثر مائیں میری "شدت پسند" سوچ سے ڈر کرمجھ سے اپنی بچیاں دوررکھتیں ۔ایک سال سے بیروزگار تھی ، کمائی کا کوئی ذریعہ نظر نہ آتا۔کبھی اُداس ہوتی تو گھر فون کرنے کا سوچتی پھر یہ سوچ کر ارادہ ترک کر دیتی کہ وہ میرے مقصد کو نہیں سمجھتے والدین ہیں اولاد سے فطری محبت کی وجہ سے مجبور ، میری موجودہ دنیاوی بدحالی سے پریشان ہو جائیں گے اور جب انہیں مزید پتہ چلے گا کہ میں ہجرت و جہاد کا ارادہ رکھتی ہوں تو شاید یہ "صدمہ" اُنہیں برداشت نہ ہو سکے، "ایک فوجی کی بیٹی کا طالبان کی صفوں میں شامل ہو جانا " یہ عنوان یقینا" میرے خاندان کی بدنامی کا باعث بنتا۔ میں سوچتی ہوں کہ ہماری ساری زندگی پر "دنیا کیا کہے گی " کی سُرخی چسپا ںہوتی ہے کاش کہ ہمیں احساس ہو جائےکہ "اللہ کیا کہے گا، اللہ کی رضا کیا ہے" یہ ہماری فکر کا اصل مرکز ہونا چاہیے یہ وہ سرخی ہے جو ہماری دنیا وآخرت پر چھائی ہوئی ہے اور اس سے فرار ناممکن ہے۔

بہرحال میرا ایمان کمزوراور ارادہ متزلزل تھا، بس رب ذوالجلال ولاکرام مجھ جیسوں کا بھی رب ہے ربِ کریم نے میری دعاؤں کو قبول فرما لیا اور ایک ٹیلیفون کال نے میرا مسئلہ حل کردیا ۔ اب بھی معلوم نہیں کہ وہ واقعی کوئی انسان تھا یا فرشتوں کے ذریعے اللہ نے مدد فرمائی۔ہوا یوں کہ مجھے ایک لڑکی کا فون پاکستان سے موصول ہوا۔ اُس نے کہا کہ وہ سکائپ پر لوگوں کو قرآن و حدیث پڑھانے کا انتظام کرتی ہے مجھے حیرت ہوئی کہ پاکستان سے سینکڑوں میلوں کے فاصلے پر میرا نمبر ٹریس کرنا پھر مجھے کال کرنا اور پھر اُسے معلوم تھا کہ میں پاکستانی ہوں۔ مجھے جانےکیا سوجی کہ ایک دم پوچھا کیا آپ جامعہ حفصہ کی کسی عالمہ کو جانتی ہیں مجھے صرف اُن ہی سے پڑھنا ہے وہ فورا" بولی کوئی مسئلہ نہیں ابھی آپکی بات جامعہ حفصہ سے فاضل عالمہ سےکرواتی ہوں، مجھے لگا میں کوئی خواب دیکھ رہی ہوں جلد ہی میری بات جامعہ حفصہ سے فاضل عالمہ سے ہوئی۔میں نے اللہ پر بھروسہ کر کے اُسکو صاف بتایا کہ میں درحقیقت اس سے فوج کے لال مسجد آپریشن کی تفصیلات جاننا چاہتی ہوں الحمد للہ میری توقع سے بڑھ کر مجھے معلومات حاصل ہوئیں۔

نہتی مدرسے کی معصوم کمسن طالبات پر گولیوں اور گولوں کی برسات ، مسجد میں بہتی ہوئی خون کی ندیاں، اللہ کی زمین پر، اللہ کے گھر میں ،اللہ کی کتاب کی بے حرمتی الغرض ایسا ناقابلِ بیان ظلم کہ سُننے والا تڑپ اُٹھے۔ اللہ کے ولیوں پر یہ اندوہناک ظلم مورتیوں اور صلیبوں کے سامنے جھکنے والے فوجیوں نے نہیں بلکہ کلمہ گو، نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے والے فوجیوں نے کیا تھا۔کس جرم کی پاداش میں؟ "شریعت کا نفاذ" ہی وہ نعرہ ہے جو ہمیشہ سے انگریزوں کی بنائی ہوئی اِس فوج کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھتا ہے۔کفار کو ہمارے بھوکا رہنے، سجدہ کرنے، قرآن کوحفظ کرنے، کعبہ کا طواف کرنے سے کوئی مسئلہ نہیں ہے اگر مسئلہ ہے تو ایسے نظامِ حیات اور قوانین کے مجموعے سے ہے جو اُن کی ظلم پر مبنی اجاداری کو ختم کر کے انسان کو انسان کی غلامی سے آزاد کرتا ہے اور وحدہ لا شریک لہ کی بندگی میں دیتا ہے ۔ دوسری طرف اگر ہم سب مرد و عورت اللہ کے نظام کے نفاذ کے لیے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق جدوجہد نہیں کریں گے تو پھر مجھے ڈر ہے کہ ہمارا ایمان رب العزت کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہو گا اور جانتے بوجھتے حق سے منہ موڑنا کہیں ہمیں منافق نہ بنا دے، یاد رکھیئے منافقین جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔ الحمدللہ کچھ دن میری سکائپ پر باتوں کا سلسلہ چلتا رہا۔ مجھے بتایاگیا کہ جب فوج آگ وبارود برسا رہی تھی سات دن تک ہمارے پاس پانی اور خوراک کچھ نہیں تھا، ایک دن اچانک ایک کمرے میں شہد کی بے شمار بوتلیں نمودار ہوئیں ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا اور خوب پیٹ بھر کر کھایا، پھر ایک دن سات آٹھ سال کا لڑکا چھپ کر ہمارے لیے بسکٹ لایا کہ باہر سے بھائیوں نے بھیجے ہیں ہم بہنیں کیسے کھاتیں جب دوسری طرف ہمارے بھائی بھوکے تھے ہم نے لڑکے کو بھائیوں کی طرف واپس بھیجا وہ ابھی ہماری نظروں سے اوجھل نہ ہوا تھا کہ ایک زوردار برسٹ اُس ننھے مجاہد کو آکر لگا خون میں لت پت وہ ہمارے سامنے تڑپتے تڑپتے شہید ہو گیا۔ میں نے اُس سے اپنے اندر موجود خوف ،بے یقینی اور دیگر تحفظات کا ذکر کیا۔ الحمدللہ اُس نےبہترین طریقے سے میری اصلاح کی اور میرے حوصلے کو بڑھایا۔ اُس نے مجھے اپنا فون نمبر اور پتہ دیا۔ میں نے پاکستان آکر کئی بار اُسے فون کیا اور دیئے گئے پتہ پر بھی معلوم کیا لیکن اُسکا کوئی نشان نہ پایا !!!۔میں نے ابو کو ٹیلیفون کیا اور بس اتنا کہا کہ میں "ہمیشہ" کے لیے وطن واپس آرہی ہوں وہ خوش تھے کہ اُنکی بیٹی اب ہمیشہ اُنکے سائے تلے رہے گی۔لیکن ساتھ ساتھ میرے مستقبل کے بارے میں فکرمند بھی ۔میری عالمہ بیرونِ ملک سفر سے واپس آگئی ، وہ میرے فیصلے سے بے انتہا مسرور تھی۔جس دن وہ آئی اُسکے دوسرے دن میری پاکستان واپسی کی فلائیٹ تھی۔ آج اگر میں اپنے آپ سے سوال کرتی ہوں کہ وہ کونسا احساس ہے ، وہ کون سا جذبہ ہےجس نے مجھے باہر کے ملک سے پاکستان اور پھر پاکستان سے خراسان ہجرت پر مجبور کیا تو جواب آتا ہے " غیرتِ دین"۔ میں جانتی ہوں یہ مجھ پر فرض نہ تھا لیکن آخر میں کیسے اُن کفار کے ملک

میں رہتی جو عراق، افغانستان، فلسطین میں مسلمانوں کے قتلِ عام میں مصروف ہیں جو کُھلم کھلا اسلام کے خلاف جنگ کو "صلیبی جنگ" کا نام دیتے ہیں ، پھر پاکستان تو کفار کا زر خرید غلام اور اوّلین ساتھی ہے، میری غیرتِ دین نے یہ برداشت نہ کیا کہ میں ایسے ملک میں رہوں جسکا بچہ بچہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسلام کے خلاف کفار کی اِس جنگ میں حصہ دار ہے۔ یہ میری غیرتِ دین کا تقاضہ ہی تھا کہ حالانکہ میرے رحیم رب نے مجھے فرضِ جہاد وہجرت سے بری کیا ہے پھر بھی میں اِسے اپنے اوپر فرض کر لوں۔ آخر کیسے میری بہنوں کی عزتیں پامال ہوتی رہیں بھائیوں کی لاشیں گرتی رہیں اور میں قاتلوں کے سائے میں زندگی گزار دوں ؟ ۔

الغرض یہ کہ اگر ایک گنہگار عورت کو اپنے رب پر اتنی غیرت ہو گی تو ذرا سوچیئے کہ اللہ ذوالجلال کو ایسی بندی پر کتنی شدت سے غیرت آئے گی۔ آج میرا فوج سے کسی لحاظ سے وابستہ خواتین کو پیغام ہے کہ ذرا سوچیئے آپ یا آپ کے پیارے آخر کس وجہ سے دجال کی آرمی کا حصہ ہیں۔کیا ڈالر میں ایسی کشش ہے کہ ہمیشہ کی آگ میں جلنے پر صبر کر لیا جائے۔ امریکہ اللہ کا دشمن ہے اور اللہ کا دشمن ہمارا دوست کسی صورت نہیں ہو سکتا "الولا ولبراء" ہمارے عقیدے کا حصہ ہے اور اگر اس میں کھوٹ ہے تو عقیدہ ناقص ہے پھر چاہے زمین پر سجدےکر کر کے پیشانیوں پر محراب سجا لیں، رمضان میں دودھ کی سبیلیں لگائیں ، حج پر حج کر کے حاجی صاحب کہلائیں تمام اعمال غارت ہیں اور سراب کی مانند ہیں۔ پھر یہ کہ جب آج چاروں جانب مسلمانوں بچوں عورتوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں، کتنی فاطمائیں ابوغریب جیل سے مسلمان بھائیوں سے مدد کی بھیک مانگتے مانگتے خاموش ہو گئیں، کلمہ پڑھنے والوں کو گھروں سے بے گھر کر دیاگیا۔ عزتوں کے جنازے نکال دیئے گئے۔ غیرتوں کو پامال کر دیا گیا۔ قرآن اور مساجد کو شہید کر دیاگیا۔اللہ کے پیارے رسولﷺ کی تحقیر کی گئ۔ پوری دنیا دینِ اسلام کے خاتمے کیلیۓ متحد ہو گئی ہے،مسلمان کو اِس جرم میں کہ وہ صرف ایک رب کے آگے تسلیم ہوتا ہے اور ہر قدم پر صرف اللہ کے احکامات کی پیروی کرتا ہے ظلم کا نشانہ بنایا گیا۔ ایسے دل دہلا دینے والے حالات میں کیا ہم اب بھی نہیں اُٹھیں گے اور ظالم کو نہیں روکیں گے، کیا اب بھی قتال کا وقت نہیں آیا؟ آپکو سوچنا چاہیے کہ اپنے شوہر، اپنے باپ، اپنے بھائی، اپنے بیٹے کی اندھی تقلید جب وہ واضح طور پرکفار کے اسلام کُش لشکر کا حصہ ہیں ہمیں بھی اِس گناہ میں برابر کا شریک ثابت کرتا ہے۔اللہ کی بارگاہ میں ہمیں یہ کسی صورت عذاب سے نہیں بچائےگا۔آج اگر فوجی شوہر گھر تنخواہ نہ لائے تو بیوی ضرور پوچھتی ہے کہ آخر کیوں؟ لیکن جب شوہر وزیرستان میں مسلمان عورتوں ،بچوں کی لاشوں کے ڈھیر لگاتا ہے، امریکی آقاؤں کے سامنے بچھ بچھ جاتا ہے، اللہ اور اُسکے رسول ﷺسے دشمنی مول لیتا ہے تو اُس وقت بیوی نہیں پوچھتی آخر کیوں؟ حالانکہ پہلی "آخر کیوں "سے صرف دنیا متاثر ہوتی ہے اور دوسری "آخر کیوں "سے دنیا اور آخرت دونوں برباد ہیں۔

گاڑی تیزی سے فوجی چھاؤنی کے اندر داخل ہوئی، دائیں بائیں جانب اسلحے سے لیس فوجی پہرے پر کھڑے تھے،چھاؤنی کے اندر رہائشی علاقے میں مورچوں میں مقید سپاہی ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے بِل میں چھپے چوہے۔ الغرض وہ چھاؤنی جسے میں سالوں سے جانتی تھی اَب بلکل میدانِ جنگ لگ رہی تھی ہر طرف خوف و ہراس پھیلا ہوا تھا۔ " ابو جی ! ہم نے اتنے سالوں سے اللہ کے قانون کو نافذ نہیں کیا سزا کے طور پر اللہ نے ہم سے اَمن چھین کر ہمیں خوف میں مبتلا کر دیا"، میں نے گاڑی سے نکلتے ہوئے کہا۔میں نے دل ہی دل میں طالبان کو دعائیں دیں "یا اللہ میرے مجاہدین بھائیوں کی قربانیاں قبول فرما اور اُنہیں اپنے دشمن پر غالب کر دے"۔اب کی بار مجھے اپنا گھر اپنا اپنا نہ لگ رہا تھا، یوں محسوس ہوتا تھا کہ میں اِس چھاؤنی میں قید ہوں سانس لینا محال لگ رہا تھا۔ بس کوشش میں تھی کہ کسی طرح اپنی منزل تک پہنچ جاؤں۔ مجھے میرے والدین کے چہروں پر بھی فکرمندی کے آثار نظر آئے وہ میرے مستقبل کے بارے میں فکرمند تھے، پہلے دن سے وہ مجھے ڈاکڑی شروع کرنےپر زور دینے لگے، میں بھی ڈٹ گئی کہ اگر کوئی شریعت کے مطابق کام کرنے کا موقع ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن اِس نام نہاد مسلمان ملک میں مجھے کوئی کلینک یا ہسپتال ایسا نہ مل سکا جس میں مردوں کے ساتھ کھلا اختلاط نہ ہو۔الحمد للہ میرے والدین نے میرا ساتھ دیا اور میری اِس دین سے محبت اور استقامت کو سراہا لیکن ساتھ ساتھ مجھے متنبہ کردیا کہ یہ راستہ کٹھن ہے اور اگر اتنا بڑا قدم لیا ہے تو پھر پیچھے نہ ہٹنا ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں، میں نے علمِ دین حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔ ابو جی نے ہمارے شہر بلکہ پورے پاکستان کے ایک نامور عالمِ دین سے رابطہ کیا۔میں اُن سے ملنے انکے مدرسے گئی۔ ایک کمرے میں ایک تلائی اور سرہانہ پڑا تھا دیوار تین اطراف سے کتب سے بھری پڑی تھی مجھے بتایا گیا کہ اِسمیں سے بیشتر کتب عالم صاحب کو زبانی یاد ہیں۔میں کمرے کی سادگی اور کتب کی بھرمار سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ میں نے اُنکے تشریف لاتے ہی اپنا مداع بیان کیا ،" میں ایسے مدرسے میں داخل ہونا چاہتی ہوں جو نہ صرف مجھے قرآن و سنت کی تعلیم دے بلکہ اِس ملک میں شریعت کے نفاذ کی عملی کوششوں میں بھی لگا ہو اور ہر طاغوت سے ٹکر لینے کے لیے تیار ہو۔"اُنہوں نے مسکرا کر میرے والد کی طرف دیکھا پھر بولے،" ہم سب کا یہی مشن ہے ہم ہر روز جلسے جلوس اسی لیے کرتے ہیں تاکہ حکومت کو ذمہ داری کا احساس ہو۔آپ میری لکھی ہوئی کتب کا مطالعہ بھی کریں "۔ میں نے سوچا کہ اگر جلسے جلوس سے ہی اسلام کو غالب آنا ہوتا تو قتال فی سبیل للہ پر اتنی بے شمار آیات کیوں نازل ہوتیں اور نبیﷺ بھی تو آسان راستہ اختیار کر کے ابو جہل و ابو لہب کو جلسوں کے ذریعے ہی قائل کر لیتے۔

عالم صاحب کے اصرار پر میں اُنکی بیوی سے ملنے گئی اُس نے میری بہت خاطر مدارت کی ،پھر پوچھنے لگی کہ کیا تمہارے پاس باہر کے ملک کی شہریت ہے میں اِس سوال سے چونک اُٹھی میں نے کہا کہ جی ہے تو وہ خوشی سے بولی میرا بیٹا ماشاءاللہ بہت دیندار ہے وہ اور تم اکھٹے دین کے

کام کرنا۔ میں اُسکا اور اُسکے شوہر کا گھٹیا مقصد سمجھ چکی تھی، خیر میں اُٹھ کر واپس آگئی اور ابو کو تمام حالات سے آگاہ کیا ، ابو نے کہا کہ مجھے بھی عالم صاحب نے کہا ہے کہ بیٹی سے کہو کہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے غیر ملکی شہریت خطرے میں پڑ جائے۔اِسکے بعد پھر میرے ابو نےکبھی مجھے کسی عالمِ دین کے پاس لے جانے کی کوشش نہیں کی،وہ بہت افسردہ تھے وہ بولے ،" بیٹا ! ہم کس پر اعتبار کریں اگر یہ دین کے عالم ہی ایسے ہیں تو ہماری رہنمائی کون کرے گا"۔ ابھی عشق کے امتحان اور بھی تھے، میرے گھر میں میرے ابو کے دوستوں کا آنا جانا رہتا اُن میں سے کبھی کوئی وزیرستان آپریشن میں شامل ہوتا تو کوئی خفیہ ایجنسی میں۔ میرےلیے یہ بہت تکلیف دہ تھا میں نے اُن سب سے ملنے سے انکار کر دیا اور اپنے آپکو ایک کمرے میں بند کر لیا، میرے والدین کا خیال تھا کہ میں نے اپنے اوپر بے جا سختی کی ہے اور دنیا میں رہتے ہوئے ہر قسم کے لوگوں سے میل جول رکھنا چاہیے۔میں نے جواب دیا کہ "پھر مجھے آپ کی دنیا میں رہنا ہی نہیں ہے"۔ایک افسر کی بیوی مجھ سے ملنے آئیں، باتوں باتوں میں جامعہ حفصہ کا ذکر چھڑ گیا وہ بولیں ،"فوج نے لال مسجد اپریشن کر کے دہشت گردوں کا اڈہ ختم کر دیا، وہاں پر بڑی تعداد میں غیر ملکی دہشت گرد اور اسلحہ موجود تھا۔" میں نے پوچھا کیا آپ نے خود غیر ملکی دہشت گردوں کی لاشیں دیکھی ہیں اور اگر اتنی تعداد میں اسلحہ موجود ہوتا تو وہاں سے سخت مزاحمت ہوتی، مزید یہ کہ غیر ملکی و آزاد میڈیا یہ واضح کر چکا ہے کہ وہاں پر معصوم بچیاں اور نہتی خواتین موجود تھیں اور مدرسے کی انتظامیہ بار بار حکومت سے اصرار کر رہی تھی کہ علماء کرام کی غیر جانبدار کمیٹی بنائی جائے جو مدرسے کا خود معائنہ کرے۔ وہ بولی ہماری خفیہ ایجنسی کی رپورٹ غلط نہیں ہو سکتی اور مدرسے کی عورتیں بھی دہشت گردوں کی معاون ہیں اور وہا ں پر موجود بچے بھی مستقبل میں دہشت گردوں کے معاون ہوتے اُنکے ساتھ اچھا ہوا۔ اِس بے حسی پر میرا خون کھول اُٹھا " اچھا تو پھر ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو بھی بچوں سمیت اِس خفیہ ایجنسی نے صرف شک کی بناء پر نجی جیل میں رکھا اور پھر بغیر کسی ثبوت کے امریکہ کے ہاتھوں بیچ دیا اگر آپکی بیٹی کو یہ ایجنسی صرف شک کی بناء پر گرفتار کر لے اور امریکہ کے حوالے کر دے تو کیا آپ پھر بھی اِنکے حق میں بولیں گیں ؟ میں نے ایک اور بات محسوس کی کہ فوج کا جذبہ پہلے کی نسبت اب بہت کم ہو گیا ہے وہ جنگ صرف نوکری بچانے کے لیے لڑ رہے ہیں ، طالبان کا خوف اُنکو اور اُنکی بیویوں کو راتوں کو چین نہیں لینے دیتا، جو وردی ماضی میں اُنکی عزت و تکریم کا باعث تھی اب وہ ہی ذلت کا سبب ہے یہاں تک کہ فوجی افسر اب عام لباس میں پبلک میں جاتے ہیں اور اپنی گاڑی سے فوجی جھنڈے اور نمبر پلیٹ اُتار چکے ہیں ۔کھلم کھلا کفر کی امداد کی وجہ سے عوام میں وہ اپنا رعب و دبدبہ کھو چکے ہیں غیر ملکیوں اور ڈالروں کی آمدورفت سے انتہائی اخلاقی پستی کا شکار ہیں ۔یقینا" اللہ کے دشمن دنیا اور آخرت میں رُسوا ہوں گے۔

میں ایک عجیب سے خوف کا شکار تھی کہ کہیں رب العزت نے میری توبہ قبول نہیں کی اور میں اپنے گناہوں کی وجہ سے اِس قابل نہیں کہ سرزمینِ جہاد کی طرف ہجرت کر سکوں۔ اللہ ہمارے دلوں کا حال جانتا ہے وہ ہمیں بار بار امتحانات میں ڈال کر اذیت نہیں دینا چاہتا بلکہ ہمارے دلوں کو تمام برائیوں سے پاک کرنا چاہتا ہے ہماری توحید کو شرک کے تمام شائبات سے پاک کرنا چاہتا ہے ہمیں اخلاق و کردار کی اُن بلندیوں پر لے جانا چاہتا ہے کہ کل کو جب زمین کی خلافت ہمیں سونپی جائےتو ہم نہ صرف اِس قیمتی "امانت" کو اُٹھانے کے قابل ہوں بلکہ تمام انسانیت کی امامت کا بوجھ بھی اُٹھا سکیں پھر ہم صحیح معنوں میں "اُمتِ وسطہ" قرار دینے کے قابل ہوں۔ میں نے اللہ کے حضور ہدایت واستقامت کی دعائیں جاری رکھیں۔

الحمد للہ میری ملاقات ایک متقی مولانا صاحب سے ہوئی جو سالوں سے نفاذِ شریعت کے لیے کوشاں تھے۔اُنہوں نے میری بہت سی غلط فہمیوں کو دور کیا۔اُن سے بات کرنے کے بعد مجھ پر یہ واضح ہو گیا کہ پاکستان کا آئین غیر اسلامی ہے جسمیں قرار دادِ مقاصد کا پیوند لگایا گیا ہے تاکہ اسلامی رنگ دیا جا سکے درحقیقت حکومت اور فوج کسی طرح شریعت کا نفاذ نہیں ہونے دیں گے کیونکہ یہ انکے مفادات کے خلاف ہے۔ میں نے اُنہیں خراسان ہجرت کے فیصلے سے آگاہ کر دیا، وہ فکرمندی سے بولے،" پیاری بیٹی یہ راستہ بہت کھٹن ہے وہاں کچا مکان یا کبھی غار تمہارا گھر ہونگے، بجلی گیس تو نا ممکن ہیں لکڑیاں جلا کر گزارا کرنا ہو گا، اللہ تمہیں خوراک کی قلت، جان و مال کے نقصان، بیماری و خوف سے آزمائیے گا۔ مزید یہ کہ ابھی تم ابتدائی دور میں ہو تمہیں تعلیم و تربیت کی بہت ضرورت ہے ۔ یہ ایسا راستہ ہے کہ اگر تم اس پر ایک دفعہ نکل گئی تو اُ س وقت تک نہیں رکنا جب تک شریعت کا نفاذ نہ ہو جائےیا پھر شہادت کی منزل تک پہنچ جاؤ، اپنے پرائے سب تمہارے دشمن ہو جائینگے۔" اُ س رات میں کافی دیر تک رو رو کر دعائیں مانگتی رہی۔

یا مقلب القلوب ثبت قلوبنا علی دینک۔

ایک دن میرا سکائپ پر باہر کے ملک میں موجود میری عالمہ سے رابطہ ہوا، وہ فورا" میری پریشانی بھانپ گئی۔ اُنہوں نے مجھے قرآن و حدیث سے مختلف حوالاجات دیئے اور میرا جذبہ اور حوصلہ بڑھایا پھر آپ نے مجھے اپنا خواب سنایا،" آپ نے دیکھا کہ میں ایک جھاڑی سے افغانی برقعے میں نمودار ہوتی ہوں اور بلند آواز میں نعرہء تکبیر اللہ اکبر کے نعرے لگا رہی ہوتی ہوں"، مجھے یقین ہوگیا کہ انشاءاللہ جلد میں ہجرت کر کےخراسان چلی جاؤں گی۔ پاکستان جو میرا گھر میرا سب کچھ تھا اب اللہ کے دشمنوں کی آماجگاہ بن چکا تھا، میں اکیلی کوئی تبدیلی نہیں لا سکتی تھی بلکہ میں اپنے آپکو تنہا خطرے میں محسوس کر رہی تھی۔ میں جان چکی تھی کہ اِس دجالی سسٹم کو بدلنے کی ضرورت ہےاور میٹھی تبلیغ سے یہ بدل نہیں سکتا ،اگر اب بھی قتال فی سبیل اللہ کا وقت نہیں آیا تو کب آئےگا۔میں نےسوچا آخر میرے مقاصد کیا ہیں ، یہ صاف ظاہر

ہے کہ کبھی بھی جابر حکمران اسلام کو غالب نہیں آنے دینگے اور نتیجتا" عوام الناس مجبورا" باطل سسٹم کے آلاکار بنے اِسی چکی میں پستے رہینگے۔ ہماراہدف جابر حکمرانوں اور جرنیلوں کو ختم کرنا ہے تاکہ عوام آزاد فضا میں اسلامی نظامِ حیات کے مطابق زندگی گزار سکیں اور فضائل و برکات سے بہرہ ور ہو سکیں یہاں تک کہ پوری دنیا میں صرف اسلام ہی غالب آجائےکیونکہ یہ اللہ رب العزت کا پسند کردہ دین ہے اور انسانیت کی فلاح اِسی میں ہے ۔پھر میرے مجاہدین بہن بھائی سب کچھ لٹا کراللہ کے دین کی نصرت کےلیےنکلے ہیں میں نے بےشک غلط نیت سے طب کی تعلیم حاصل کی لیکن اب اپنی توبہ کے بعد میں نئی شروعات کرنا چاہتی ہوں اور مجاہدین کی بحیثیتِ ڈاکٹر خدمت کر کے اپنی توبہ کا عملی ثبوت دینا چاہتی ہوں مزید یہ کہ قلم کے ذریعے کلمہ حق بلند کرنا میرا مشن ہے اور کچھ نہیں تو میں طالبان کے ساتھ شامل ہو کر اُنکی تعداد میں اضافے کا باعث بنوں گی۔

میں نےہجرت سے پہلے آخری بار والدین سے ملنے کا فیصلہ کیا۔ ابو جی تو مجھ سے مکمل بات چیت بند کر چکے تھے ما ں کا دل اولاد کی محبت سے جوش مارتا ہے میں نے امی کو مختلف ویڈیوز دکھائیں اور دلائل سے سمجھایا کہ میں نے فوج کے مقابلے میں طالبان کو کیوں پسند کیا ہے یہ اللہ کے پسندیدہ لوگ ہیں۔امی بار بار پوچھتیں کیاتم واقعی ہمیں چھوڑ کر چلی جاؤ گی بیٹا خراسان میں حالات بہت خراب ہیں ۔ میرے بہن بھائی بھی میرے فیصلے سے ناراض تھے لیکن سبحان اللہ حق کا راستہ اور دجالی فوج کی اسلام دشمنی اتنی واضح ہو چکی ہے کہ کسی کو کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی۔سب اسی شش وپنچ کا شکار تھے کہ کیا واقعی میں اپنے فیصلے پر عمل کروں گی۔ گھر سے نکلتے ہوئےگاڑی میں بیٹھنے سے پہلےآخری بار میں نے ابو کو سلام کیا اُنکی آنکھیں سرخ تھیں امی دروازے تک چھوڑنے آئیں بولیں،" تمہارے ابو رات کو رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تم اُنکا دل ہو اگر تم چلی گئی تو وہ زندہ نہیں رہیں گے۔" نقاب میرے آنسوؤں سے بھیگ رہا تھا میں نے کہا کہ ۔"امی جان! تو پھر ابو اور تمام بہن بھائیوں سے کہیں کہ میرے ساتھ ہجرت کریں، ابو کے دل میں میری محبت ہے اور میرے دل میں اللہ ذوالجلال کی محبت گھر کر چکی ہے قیامت کے دن ابو کو یقینا " اولاد کی محبت نہ بچا سکے گی لیکن مجھے یقین ہے کہ اللہ کی محبت اور اِس محبت پر جو میں سب کچھ قربان کر رہی ہوں وہ ضرور مجھے اللہ کے دربار میں سرخرو کر دے گا"۔

مجھے اب بھی یاد ہے کہ ابو گاڑی میں کافی دیر تک ہمارے پیچھے آتے رہے ایک موقع پر اُنہوں نے ہمیں(میں اور میرےبھائی کو) گاڑی روکنے کا اشارہ کیا قریب آکر بولے بیٹا آہستہ ڈرائیو کرنا جی۔ٹی روڈ پر رش ہے، شاید وہ کچھ اور کہنا چاہتے تھے لیکن کہہ نہ پائے۔پھر بھی اُنہیں مجھے روکنے کی ہمت نہ ہوئی میں نے سوچا کہ جب میں کافروں کی سرزمین کی طرف دنیا کمانے کے لیےجا رہی تھی تو مجھے نہیں روکا اب میں مجاہدین کی سرزمین کی طرف آخرت کمانے اور اللہ کو راضی کرنے جا رہی ہوں تو آخر وہ کیسے روک سکتے ہیں، لیکن میں بھی مصمم ارادہ کر بیٹھی تھی کہ چاہے کوئی کچھ بھی کر لے میں کسی صورت صراطِ مستقیم سے پیچھے نہیں ہٹوں گی۔

پھر ایک رات بارہ بجے میں اپنی ایک ہم خیال سہیلی کے ساتھ بس میں بیٹھ کر ہجرت کے سفر پر روانہ ہو گئی، بالکل جسطرح بہت پہلے صحابیات سب کچھ چھوڑ کر پیدل یا اونٹوں پر مکہ سے مدینہ ہجرت کر گئی تھیں کیونکہ وہ اللہ اور اسکے رسولﷺ سے اپنی جان سے بڑھ کرمحبت کرتی تھیں ، کیونکہ وہ اپنے ایمان کو مکہ میں خطرے میں پاتی تھیں، کیونکہ اُنکی غیرتِ دین اُنکو کفار کے سائے تلے زندہ رہنے کی اجازت نہیں دیتی تھی،کیونکہ وہ کسی طور پر بھی کفار کے خلاف مسلمانوں کی معاون ومددگار بننا چاہتی تھیں اور ایک ایسے پاکیزہ معاشرے میں زندگی گزارنا چاہتی تھیں جس میں وہ اور اُنکی آئندہ آنے والی نسلیں شریعت کی برکتوں سے بہرہ مند ہو سکیں۔

رب العزت فرماتے ہیں کہ:

" اور جو لوگ ہماری راہ میں جہاد (کوشش، جستجو) کریں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھاتے ہیں اور یقینا" اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے" (سورۃ العنکبوت، آیۃ 96)۔

(جاری ہے)
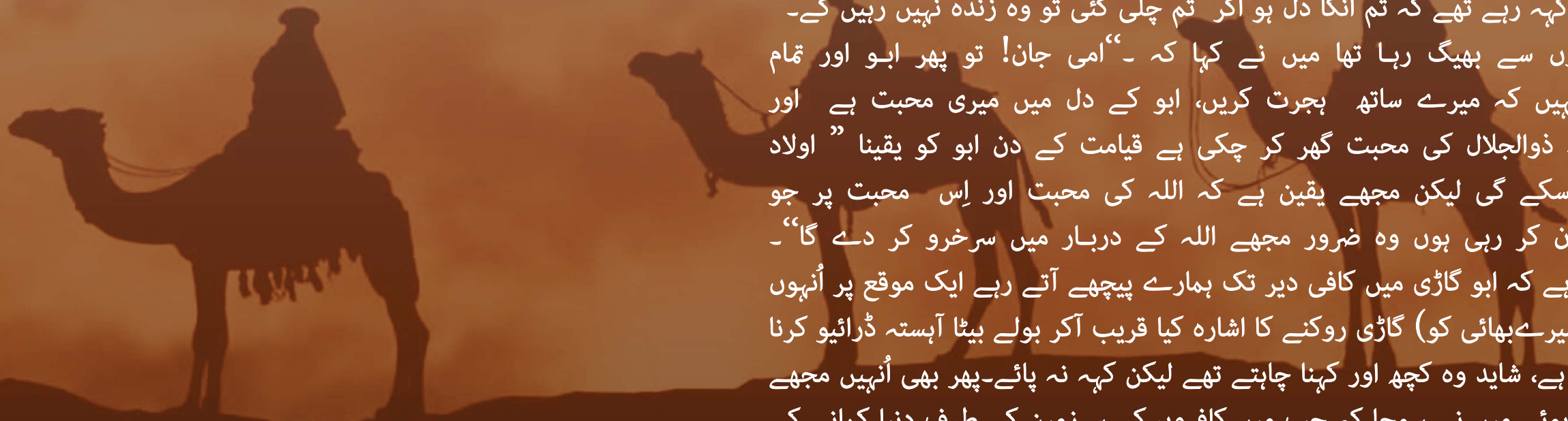
آؤ بچوں جہاد کریں ننھے عمر مجاہد کے ساتھ:

السلام علیکم !

میرا نام عمر مجاہد ہے۔میں چھ سال کا ہوں۔میں پہلی کلاس میں پڑھتا ہوں۔میرے ابو کا نام ابو عمر ہے وہ مجاہد ہیں۔ میں انشاءاللہ بڑے ہو کر اپنے ابو کی طرح جہاد کرونگا اور کافروں کو خلاف لڑوں گا۔میں مدرسے میں پڑھتا ہوں ۔ میں سکول میں تعلیم الاسلام ،انگلش، اردو اور میتھس پڑھتا ہوں۔ شام کو میں قرآن اور حدیث پڑھتا ہوں۔ میں ہر روز ٹرینگ (جسمانی ورزش) کرتا ہوں تاکہ میں اچھا مجاہد بن سکوں۔ میں مجاہدین کی خدمت بھی کرتا ہوں اور میں خدمت کرنے سے بہت خوش ہوتا ہوں کیونکہ اِس سے اللہ خوش ہوتے ہیں۔ میرے دوستوں آج میں تمہیں اپنے دوست اسامہ کی کہانی سناتا ہوں ۔

"میرا پیارا بھائی اسامہ"

اسامہ بھائی میرے سب سے اچھے دوست تھے۔وہ ہمارے ساتھ رہتے تھے۔ وہ بہت بہادر مجاہد تھے۔ بابا نے بتایا تھا کہ اسامہ بھائی کے امی ابو بہت دور رہتے ہیں اور وہ ہجرت کر کے ہمارے پاس آئے ہیں ۔ میں نے اسامہ بھائی سے پوچھا کہ ہجرت کیا ہوتی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ اللہ کو خوش کرنے کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا ہجرت ہے۔ میں نے پوچھا کہ بھائی آپکو امی یاد نہیں آتیں میں اگر مدرسے سے گھر دیر سے لوٹوں تو میری اُمّی تو بہت پریشان ہوتی ہیں اور آپ تو اتنے ذیادہ دن ہو گئےگھر نہیں گئے۔اسامہ بھائی نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں اور ہم سب سے ذیادہ اللہ اور اسکے رسول حضرت محمد ﷺ سے پیار کرتے ہیں ، میں یہاں اس لئے آیا ہوں کیونکہ ہجرت اور جہاد کرنا اللہ کا حکم ہے۔ میں نے رات کو بابا سے پوچھا کہ بابا ہم جہاد کیوں کرتے ہیں ؟ بابا نے بتایا کہ ہم جہاد اس لیے کرتے ہیں تاکہ اللہ کی زمین پر لڑائی جھگڑے ختم ہوجائیں ، جو بُرے لوگ ہیں وہ دوسروں پر ظلم کرنا چھوڑ دیں اور ہم سب صرف ایک اللہ کی بات مانیں اور سب خوش خوش رہیں ۔میں نے صبح اسامہ بھائی کو بتایا کہ جہاد بہت اچھی چیز ہے اور میں بھی آج سے آپکے ساتھ جہاد کرونگا وہ بہت ہنسے اور مجھے کہا کہ ذرا یہ پستول تو اُٹھاؤ ، میں نے فورا" پستول آٹھائی لیکن اتنی بھاری پستول میرے تو ہاتھ درد کرنے لگے۔ انہوں نے میرا بہت مزا ق بنایا اور کہا کہ تم تو بہت کمزور ہو، تم جہاد نہیں کر سکتے ۔ میں اُن سے خفا ہو گیا اور وہ مجھے مناتے رہے۔ میرے لیے بازار سے بہت سی ٹافیاں لائے میں نے ساری

ٹافیاں ایک رات میں ختم کر دیں اِ س پر اُمّی نے مجھے بہت ڈانٹا میں فورا" جاکر اسامہ بھائی کے پاس حجرے میں چھُپ گیا۔پھر ایک دن وہ بابا کے ساتھ تشکیل پر چلے گئے اور میں دور تک انکی گاڑی کے پیچھے بھاگتا رہا ۔ میں گھر آکر بہت رویا اور اُمّی سے کہا کہ اسامہ بھائی بہت بُرے ہیں وہ مجھے جہاد پر اپنے ساتھ نہیں لیکر گئے ۔ اُمّی نے مجھے ڈانٹا اور سمجھایا کہ وہ جلد واپس آ جائینگے۔میں نے اللہ سے دعا کی کہ میرے پیارے اللہ ! بابا اور اسامہ بھائی کو جلد گھر واپس لے آئیں میں آئندہ اسامہ بھائی کو کبھی تنگ نہیں کرونگا ۔ میں جب مدرسے سے واپس آیا تو دیکھا کہ بابا گھر واپس آگئے ہیں ۔ میں نے فورا" پوچھا کہ میرا دوست اُسامہ نہیں آیا ؟ بابا نے کہا کہ وہ کام سے گئےہیں اور جلد واپس آجائینگے ۔پھر بابا نے مجھے ایک کھلونا پستول دی اور کہا کہ یہ اُسامہ نے تمہارے لئے بھجوائی ہے بابا نے میری پستول میں سیل ڈالے اور میں نے اپنے دوست احمد کے ساتھ ٹرینگ کی ۔ مجھے بہت مزا آیا۔ میں نے سوچا کہ جب اسامہ بھائی واپس آئیں گے تو میں انکے ساتھ معسکر جاؤنگا اور وہا ں پر اپنی پستول سے ٹرینگ کرونگا۔اتنے دن گزر گئے اور اسامہ بھائی نہیں آئے۔ میں روز بابا سے پوچھتا اور بابا کہتے وہ بہت اہم کام سے گئے ہیں میں نے پوچھا کہ بابا اہم کام کیا ہے تو انہوں نے بتایا کہ وہ پاکستانی فوجیوں سے جنگ کرنے گئے ہیں ۔ ایک دن میں بابا کے ساتھ بیٹھ کر جہادی وڈیو دیکھ رہا تھا ۔ میں نے کہا کہ بابا میرے دوست احمد نے مجھے بتایا ہے کہ پاکستانی فوجی کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں , بابا اگر وہ مسلمان ہیں تو اِس وڈیو میں وہ کافروں سے ہاتھ کیوں ملا رہے ہیں ؟ اور بابا انکی داڑھی بھی نہیں ہے ؟ بابا یہ کافروں کے ساتھ کتنے خوش کھڑے ہیں لیکن مجاہدین کو تو مارتے ہیں ، احمد کے ابو کو ان فوجیوں نے جیل میں بند کر دیا ہے اسلیے وہ گھر بھی نہیں آتے ۔ بابا میرا خیال ہے کہ فوجی جھوٹ بولتے ہیں وہ مسلمان نہیں ہیں ۔بابا نے کہا کہ ہاں فوجی مسلمان نہیں بلکہ مرتد ہیں جو اللہ کا حکم نہ مانے ، کافروں کو دوست بنائے اور مسلمانوں کو مارے وہ کیسے مسلمان ہو سکتا ہے۔ میں نے مدرسے میں قرآن پڑھنے کے بعد دعا کی کہ میرے پیارے اللہ ! پاکستان میں سب کو مجاہد بنا دے اور وہاں کافر وں کو مت آنے دے کیونکہ کافر بہت بُرے لوگ ہیں وہ اللہ آپکی بات نہیں مانتے ۔ جب سب پاکستانی فوجی مجاہد بن جائینگے تو میں اُسامہ بھائی کے ساتھ پاکستان جاؤنگا ۔ اسامہ بھائی اپنی امی اور بابا سے مل کر بہت خوش ہونگے۔ جب میں مدرسے سے گھر آیا تو دیکھا کہ اُمیّ رو رہی ہیں ۔میں فورا" بابا کے پاس حجرے میں بھاگا، وہ بھی رو رہے تھے۔ میں رونے لگا تو بابا نے مجھے گلے سے لگایا اور کہا کہ میرے ننھے مجاہد تمہارا دوست اُسامہ شہید ہو گیا ہے وہ انشاءاللہ جنت میں ہے۔میں نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا کہ بابا اُسامہ بھائی اللہ کے پاس ہیں ۔بابا نے کہا کہ ہاں بیٹا۔بابا وہ مجھے کہتے تھے کہ عمر میرے لیے دعا کرو میں شہید ہو کر اللہ کے پاس جنت میں چلا جاؤں ۔ بابا اب وہ ہم سے ملنے کبھی نہیں آئیں گے؟ نہیں

بیٹا اب وہ یہاں نہیں آئیں گے وہ اللہ کے پاس خوش ہیں ۔اُسامہ بھائی اب میرے پاس نہیں آئیں گے،با با کی اِس بات سے میں بہت خفا ہوا۔رات کو میں نے اُمیّ سے کہا کہ میں بھی اسامہ بھائی کے پاس جنت جاؤنگا۔اُمّی نے کہا کہ میرے پیارے ننھے مجاہد انشاءاللہ ہم سب ایک دن اسامہ بھائی کے ساتھ جنت میں اکھٹے ہونگے۔میں رونے لگا اور ضد کی کہ نہیں مجھے ابھی اسامہ بھائی کے پاس جانا ہے۔بابا دوسرے کمرے میں قرآن پڑھ رہے تھے میرے رونے کی آواز سن کر آگئے۔ میں نے بابا سے کہا کہ مجھے اُسامہ بھائی کے پاس جانا ہے۔ بابا نے مجھے پیار سے گود میں بٹھایا اور کہا کہ میرے پیارے ننھے مجاہد تمہیں معلوم ہے کہ اُسامہ نے کس کے لیے اپنی جان دی ہے ؟ اُسامہ نے اللہ کے دین کے لیے لڑتے ہوئے اپنی جان دی ہے۔ وہ جہاد کرتے ہوئے شہید ہوا ہے۔ بابا اُسامہ بھائی تو سب سے پیار کرتے ہیں اُنکو کس نے مارا ہے؟ بابا نے جواب دیا بیٹا اُنکو کافروں نے ڈرون سے شہید کیا ہے اُسوقت وہ تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے اور سجدے کی حالت میں تھے۔ کافر اللہ کے اور حضرت محمد ﷺ کے اور ہمارے دشمن ہیں ۔ میں نے کہا بابا کافر بہت بُرے لوگ ہیں وہ اللہ کو نہیں مانتے اور پاکستانی فوجی بھی بُرے لوگ ہیں کیونکہ وہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں اور مجاہدین کو مارتے ہیں ۔ میں بھاگ کر اپنی پستول لایا۔ بابا آپ اِس میں مجھے نئے سیل ڈال دیں میں اُسامہ بھائی کی طرح کافروں سے جہاد کرونگا۔بابا مسکرا دیئے اور کہا کہ بیٹا ابھی تم بہت چھوٹے ہو۔ لیکن باباہمارے مولوی صاحب نے کہا تھاکہ ابوجہل کو مارنے والے دو ننھے مجاہد تھے حضرت معاذ رضاور حضرت معوذرضہ۔ میں بھی اُنکی طرح بنوں گا۔ بابا میں انشاءاللہ ایک بہت بڑی بندوق بناؤ ں گا اور اُس سے ڈرون کو ماروں گا اور پھر ایک دن میں بھی شہید ہو کر اُسامہ بھائی کے پاس جنت میں رہونگا۔اُمّی اور بابا نے مجھے خوش ہو کر گلے لگایا اور ُدعا دی۔

دیکھا میرے ساتھیوں ! میرے اُسامہ بھائی کتنے عظیم مجاہد تھے۔ تم سب بھی خوب محنت کرو۔ مدرسے اور سکول میں خوب دل لگا کر پڑھو۔جہاد کے لیے ٹرینگ کرو۔ اچھے اچھے نیک کام کرو۔اپنے امی اور بابا کی بات مانو۔ انشاء اللہ ہم سب مل کر اللہ کی زمین پر سے تمام بُرے لوگوں کو ختم کر دیں گے اور پھر کوئی لڑائی جھگڑا نہیں کرے گا اور سب خوش خوش رہیں گے۔

اُٹھو میرے ساتھ ننھے مجاہدوں تم سب نعرہ لگاؤ

نعرہء تکبیر

اللہ اکبر!!!

شیخ آیۃاللہ لیبی ؒ کے ایک دوست نے خواب دیکھا جب وہ افغانستان میں تھے۔ اُن دِنوں مجاہدین درختوں کے نیچے سوتے تھے کیونکہ ہوائی حملے بہت ہوتے تھے۔ خواب میں بھائی نے جنگی طیارے سے پوچھا کہ ، " یہ ہوائی حملے کب ختم ہوں گے "۔ جنگی طیارے نے جواب دیا، " یہ اُسی وقت ختم ہونگے جب تم سب متحد ہو جاؤ گے۔

رسالہ سنت خولہ کی امیرِ محترم تحریکِ طالبان۔ پاکستان۔ ملا فضل اللہ خراسانی (حفظہ اللہ) کی زوجہ محترمہ کے ساتھ ایک ایمان۔ افروز ملاقات

الحمدللہ سنتِ خولہ کی ٹیم اس بات پر رب العزت کی شکرگزار ہے کہ اسے امیر صاحب کی زوجہ محترمہ سے ایک ایمان افروز تاریخی ملاقات کا موقع ملا۔آپ امیر صاحب کی پہلی بیوی ہیں۔ ہم سب سے پہلے ربِ کریم کے شکر گزار ہیں کہ اس پرفتن دور میں اللہ نے ہمیں امیر صاحب کی قیادت میں جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائی، مزید یہ کہ ہم امیرِ محترم کے بھی شکرگزار ہیں کہ تمام ظاہری مشکلات کی باوجود آپ نے سنت خولہ کو اپنی پاکدامن شریکِ حیات سے ملاقات کی اجازت دی اور یقینا اس عمل سے آپ کو صرف اللہ کے دین کی اشاعت و سربلندی مطلوب ہے۔ الحمدللہ امیر صاحب کو اللہ سبحان و تعالی نے نہ صرف دین میں اعلیٰ مرتبہ دیا ہے بلکہ آپ پر دنیا کی نعمتیں بھی نچھاور کی ہیں۔امیر صاحب کے بقول جو انسان دنیا کی لذتوں سے منہ پھیر کر صرف اللہ کی رضا کا طالب ہو، اللہ ذوالجلال اسے دین اور دنیا دونوں کی نعمتوں سے مالا مال کرتے ہیں اور سب نعمتوں سے بڑی نعمت اللہ کی رضا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امیر صاحب کواپنے خزانوں میں سے تین نہایت نیک، ایماندار بیبیوں سے نوازا ہے۔اللہ کے دین کی خدمت کیلیے امیر صاحب متعدد بیٹے اور بیٹیاں بھی رکھتے ہیں۔

سنتِ خولہ :السلام وعلیکم ہماری محترم مجاہدہ، مہاجرہ اور زوجہ امیرصاحب۔

زوجہ امیرمحترم: وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ میری محترم مومن بہنوں۔

سنتِ خولہ: ہم سب سے پہلے اللہ رب العزت اور پھر آپکے بہت شکرگزار ہیں کہ آپ نے اپنی زندگی کے پہلے انٹرویو کیلیے رسالہ سنتِ خولہ کا انتخاب کیا۔

زوجہ امیر محترم: الحمدللہ ہم گناہگاروں کو اللہ تعالیٰ نے ہجرت اورجہاد جیسی عظیم نعمتوں سے نوازا ہے اور ہمیں اس قابل بنایا کہ آج ہم جہادِ خراسان میں ایک نیا باب رقم کر سکیں اور قیامِ خلافت کیلیے قربانی پیش کر سکیں۔ یاد رکھیے ہم پیغمبروں کی بیبیوں اور صحابیات کی سنت پر عمل پیرا ہیں۔یہ میرے رب کا فضل ہے۔ آپ بہنوں نے مل کر اللہ کی توفیق سے سنتِ خولہ جیسا شاندارعلمی کارنامہ سرانجام دیا ہے اللہ اسے اپنے دین کی سربلندی کا اور آخرت میں ہمارے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بنائے۔ اللہ اسے قبول فرمائے۔
ہے۔ آپ بہنوں نے مل کر اللہ کی توفیق سے سنتِ خولہ جیسا شاندارعلمی کارنامہ سرانجام دیا ہے اللہ اسے اپنے دین کی سربلندی کا اور آخرت میں ہمارے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بنائے۔ اللہ اسے قبول فرمائے۔

سنتِ خولہ: ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ ہم آپ کے خاندان سے شروعات کریں گے۔ سب سے پہلے آپ ہمیں اپنی فیملی خصوصا والدِ محترم کے بارے میں بتائیں؟

زوجہ امیرمحترم: میرے والد محترم کا نام صوفی محمد(فک اللہ سرہ) ہے۔ آپکا نام کسی تعریف کا محتاج نہیں۔رب ذوالجلال نے آپکو بہت عزت سے نوازا ہے۔ آپکی زندگی کاواحد مقصد اللہ کے دین کو پھیلانااورخلافت کے قیام کیلیے راہ ہموار کرنارہا ہے۔ آپ کا شمار اُن چند اکابر علمائے دین میں ہوتا ہے جنہوں نے قیامِ پاکستان سےلیکر اب تک وطنِ عزیز میں نفاذِ شریعت کا نعرہ بلند کیا ۔آپ نے گلی کوچوں میں نکل کر پاکستان عوام کو شریعت کے نفاذ کی جدوجہد میں شامل کیا۔ عوام کی صحیح اسلامی عقائد و نظریاتی بنیادوں پرتربیت کیلیے آپ نے سوات میں ایک شاندار مدرسے کی بنیاد رکھی جس سے فارغ التحصیل طلبہ نے شریعت کے نفاذ کی جدوجہد کو اپنا مقصدِ حیات بنایا۔ اللہ کے دشمنوں نے آپ کوہر طرح سے ڈرانے دھمکانے کی کوشش کی لیکن الحمدللہ آپ ان شیطان کے چیلوں سے کبھی مرعوب نہیں ہوئے۔ جہاں تک میری والدہِ محترمہ کا تعلق ہے آپ نہایت نیک، دیندار خاتون ہیں۔ آپ نے دنیاوی تعلیم حاصل کی اور شادی کے بعد میرے والد نے آپکو دینی تعلیم سے آراستہ کیا۔

سنتِ خولہ: ماشااللہ آپ صوفی محمد کی صاحبزادی ہیں۔ پھر تو ہم آپکی پرورش کے بارے میں ضرور جاننا چاہیں گے۔

زوجہ امیر محترم: ایک متقی والد یقینی طور پر اپنی اولاد کی دینی بنیادوں پر تربیت ہی کرے گا۔ والد محترم بہت نرم دل اور محبت کرنے والے انسان ہیں، لیکن اولاد کی محبت کبھی بھی احکامِ الٰہی کی ادائیگی کے آڑے نہیں آئی۔ بچپن سے مجھے اپنے والد کی بہت محبت ملی، شرارت پر جب والدہ مارنے آتیں تو میں بھاگ کر والدِ محترم کی آغوش میں پناہ لے لیتی۔افسوس کہ یہ آغوش مجھ سے اور میری جیسی کئی بیٹیوں سے اِس ظالم فوج نے چھین لی۔ میں حضرت یعقوبؑ کی طرح اللہ سے صبرِ جمیل کی بھیک مانگتی ہوں۔ ہم والد محترم کے ساتھ بہت کم وقت گزار پاتے کیونکہ آپکی دینی مصروفیات بے انتہا تھیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں بہت چھوٹی تھی تواکثر حُجرے میں والد کی جھلک دیکھنے جاتی، ہمارا حجرہ مردوں سے بھرا رہتا۔ میں شرماتی اور دروازے کی اوٹ میں ہو جاتی۔ مجھے اُس وقت سے لفظ شریعت یاد ہو گیا کیونکہ ہر وقت شریعت کے نفاذ کی بات ہوتی۔ یہاں میں اپنی والدہ کے ناقابلِ فراموش کردار کا ذکر ضرور کرنا چاہونگی۔والد کی دینی مصروفیات کی وجہ سے ہماری تربیت کا ذیادہ بوجھ والدہ پرآپڑا۔ آپ کی چونکہ صوفی صاحب نے دینی بنیادوں پر تربیت فرمائی تھی چنانچہ والدہ نے ہماری تربیت بھی قرآن و حدیث کی روشنی میں احسن طریقے سے کی۔ میں یہاں اپنی ان

بچوں کی تعلیم و تربیت سے بالکل غفلت نہیں برتنی چاہیے، اگر ہمارا بچہ گلاس توڑے تو فورا۔۔ سرزنش کی جاتی ہے لیکن اگرسنت کے خلاف پہلے بائیں پاوں میں جوتا پہنے تو کچھ نہیں کہا جاتا بلکہ بچے تو دور کی بات ہے ہم بڑے بھی التزامِ سنت کو بھُلائے بیٹھے ہیں۔ آج ہر جگہ بےادب، نالائق اولاد کا رونا رویا جا رہا ہے، اللہ والوں سے اگر انکی بیویاں اور جانور باغی ہو جاتے تو وہ اسکی وجہ اپنے گناہوں میں ڈھونڈتے ہمیں بھی سب سے پہلے اپنا احتساب کرنا ہے۔ پھر دعا مومن کا سب سےموثر ہتھیار ہے، اللہ سے نیک اولاد مانگیں اور اولاد کی بہترین تربیت کی توفیق بھی اللہ سے مانگیں۔

سنتِ خولہ: اللہ نے آپکو دیندار، متقی والدین سے نوازا۔ اسکا جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے۔پھر آخر ایک ولی اللہ کواتنے سالوں سے کیوں پابندِ سلاسل کیا گیا ہے؟

زوجہ امیر محترم: یہ حقیقت میں اور کچھ نہیں صرف اللہ کے ولی کی ناقدری، آنحضرتﷺ کے دینی بھائی کی تذلیل اور اُمتِ مسلمہ کے ہمدرد پر ظلم ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ آپ نے پاکستان میں نفاذِ شریعت کی جدوجہد میں کبھی اسلحہ نہیں اُٹھایا، کبھی استشہادی اپریشن کی سرپرستی نہیں کی اور دین کی اشاعت و شریعت کے نفاذ کی جدوجہد صرف دعوت و تبلیغ کے ذریعے سے کی۔پھر آخر میرے باپ کو کس جُرم کی بنا پر پندرہ سال سے ذائد عرصے تک پابندِ سلاسل کیا گیا ہے۔ شریعت کے نفاذ کا نعرہ ہی دراصل وہ آواز ہے جسکو یہ اللہ کے دشمن دبانا چاہتے ہیں۔یہ ان امریکی غلاموں کیلیے ناقابلِ برداشت ہے کہ اللہ کا بندہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام مانگے، پھر وہ بندہِ مومن میرے والد محترم کی طرح قوم کا ہمدرد بھی ہو۔ایساانسان یقینا کفار کیلیے انتہائی خطرناک دشمن ہے۔ لیکن الحمدللہ میرے والد محترم کےایمان میں کمی کے بجائے زیادتی ہوئی ہے۔آپکا حوصلہ بلند اور ارادہ پُختہ ہے،جتنا میں اپنے والد کو جانتی ہوں اس ظلم و ستم نے انشااللہ آپکے قدم طاغوت کی مخالفت میں مزیدمستحکم کیے ہونگے۔طویل عرصے سے میرا اپنےپیارے والد سے کوئی رابطہ تو نہیں ہے لیکن مجھے اللہ رب العزت پر بھروسہ ہے کہ وہ اپنے وعدے کے مطابق میرے والدِ محترم کی طاغوت اور اسکےوفاداروں کے مقابلے میں مدافعت فرمائے گا۔میری آپ سب سے بھی درخواست ہے کہ تمام مجاہدین خاص کر قیدیوں کے ایمان کی حفاظت، توحید پر استقامت اور اُنکی جلد آزادی کی شب و روز دعائیں جاری رکھیں۔میرے والد کو بھی دعاوں میں نہ بھولیں۔

سنتِ خولہ: کیا آپ مہربانی فرما کراپنے والد اور امیر صاحب کے تعلق کے بارے میں کچھ کہیں گی؟

زوجہ امیر صاحب: امیر محترم میرے والد کے مدرسے میں طالب علم تھے۔ آپکی علمِ دین سے محبت،اعلیٰ اخلاق اور عجزو انکساری والی طبیعت نے میرے والد کی نظروں میں پہلے دن سے آپکو ممتاز کردیا۔ حالانکہ امیر صاحب کوئی صاحبِ ثروت خاندان سےتعلق نہیں رکھتے۔ امیر صاحب اور والدِ محترم اس بات پر بالکل متفق تھے اور الحمدللہ آج بھی ہیں کہ اللہ کی زمین پر اللہ کی پیدا کی ہوئی مخلوق کو صرف اللہ کے ودیعت کردہ نظام کے تحت ہی زندگی گزارنی چاہیے اور اِس سفر میں کبھی بھی دشمن سے مرعوب نہیں ہونا اور یہ یقین رکھنا ہےکہ اللہ کی مدد صرف مومنین و متقین کے ساتھ ہے۔ مزید یہ کہ دونوں اہلِ پاکستان سے محبت رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ صرف شریعت کے نفاذ ہی سے قوم کے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

سنتِ خولہ: اچھا تو پھر آپکی شادی امیر صاحب سے کیسے طے پائی؟

زوجہ امیر صاحب: میں اپنے والد کی انتہائی چہیتی اولاد ہوں۔میرے والد کو اللہ ذوالجلال نے بہت عزت سے نوازا ہے۔ میرے لیے کافی لوگ میرے والد کے پاس آئے۔ کسی کو اپنے پیسے پر فخر ہوتا تو کوئی اعلیٰ حسب و نسب کا سہارا لیتا، بڑے جید علما کرام بھی اپنے بیٹوں کیلیے سفارشی بن کر آئے۔ لیکن میرے والد کی نظریں امیر صاحب پر آکر ٹہر گئیں اور اسکی وجہ صرف امیر صاحب کی اللہ کے دین سے پُرخلوص محبت اور کلمۃ اللہ کو بلند کرنے کا جنون کی حد تک شوق ہے، میرے والد ایک استاد کی حیثیت سے جان چکے تھے کہ امیر صاحب شریعت کے نفاذ کیلیے اپنا تن من دھن لگانے کو تیار ہیں۔ امیر صاحب نے تو شاید اپنی عاجزی اور دنیاوی بے وقعتی کی وجہ سے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ میرے والد نے بذاتِ خود امیر صاحب کو میرے رشتے کی پیشکش کی جسے امیر صاحب نے اللہ کا فضل سمجھ کر بخوشی قبول کیا۔حاسدین نے اعتراضات کیے لیکن الحمدللہ وقت کے ساتھ اللہ نے میرے والد کے فیصلے کو صحیح ثابت کیا۔ بے شک امیرصاحب نہ صرف پاکستان بلکہ پوری امتِ مسلمہ کیلیے اللہ کی رحمت ہیں۔

سنتِ خولہ: کیا آپ ہمیں امیر صاحب کے ساتھ گزرے ہوئے ابتدائی ایام کی سرگزشت سنانا پسند کریں گی؟

زوجہ امیر صاحب: شادی کے وقت میری عمر تیرہ برس تھی۔ شادی کے بعد میں امیر صاحب کے ساتھ ایک چھوٹے سے گھر میں منتقل ہو گئی۔ میں گھریلو امور انجام دینا بالکل سر سری طور پر جانتی تھی۔ ساتھ ساتھ میرے والد نے امیر صاحب کو میری دینی تعلیم و تربیت مکمل کرنے کی بھی ذمہ داری دی تھی۔ امیر صاحب اکثر گھریلوکام خود انجام دیتے،میں نے کھانا بھی آپ سے ہی بنانا سیکھا۔ امیر صاحب نے میری دینی تعلیم پر خصوصی توجہ دی۔ سالن میں نمک ذیادہ ہونے اور روٹی جلنے پر تو مجھے کبھی ڈانٹ نہیں پڑی لیکن اگر بغیر شریعی عذر کے میں نے کبھی نماز میں تاخیر کی تو مجھے اچھی خاصی سرزنش کی۔ الغرض آپ گھر میں نہایت خوش اخلاق واقع ہوئے ہیں اور ہماری کوتاہیاں اکثر درگزر کرتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ میں عمرمیں چھوٹے ہونے کی وجہ سے والدین کے گھر کو بہت یاد کرتی اور امیر صاحب میرا دل بہلاتے اور مجھے امی کے پاس کچھ دنوں کیلیے چھوڑ جاتے جب میرا دل بھر جاتا تو میں واپس آجاتی۔

سنتِ خولہ: آپ نے کہا کہ شادی کے وقت آپکی عمر تیرہ سال تھی۔ آپکے خیال میں

پاکستانی سیاستدان اور حقوقِ نسواں کے علمبردار کم عمر (اٹھارہ سال سے کم) لڑکیوں کی شادیوں پر جو پابندی لگانے کا بل پاس کرانے کی کوشش کررہے ہیں کیا وہ اللہ کے حکم سے مطابقت رکھتا ہے اور کیا یہ پاکستانی معاشرے کی اصلاح کی طرف ایک قدم ہے؟

زوجہ امیر صاحب: ہم نے پاکستان کے قیام کے وقت مسلمانوں کو جس نعرے کے تحت اکٹھا کیا وہ تھا پاکستان کا مطلب کیا 'لاالہ الااللہ! لیکن افسوس صد افسوس کہ یہ ایک تاریخی دھوکا تھا۔ اسوقت اور آج بھی ہمارا واسطہ ضمیر فروش، ایمان فروش لیڈروں اور جرنیلوں سے پڑا ہے۔ آج تک پاکستان میں اللہ کا نظام قائم نہیں ہو سکا، نیشنل اسمبلی کئی بار نفاذِ شریعت بل کو ریجیکٹ کرچکی ہے۔ ظلم تو یہ ہے کہ ہم نہ صرف اللہ کا نظام قائم کرنے میں ناکام رہے ہیں بلکہ اُسکے مدِ مقابل ڈھٹائی سے نظامِ کفرکو نافذ کرچکے ہیں۔ مثال کے طور پر اللہ اور اسکے رسول اٹھارہ سال سے کم عمر کی شادی کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ کافر اسکو ناجائز قرار دیتے ہیں اور اسکے بارے میں باقاعدہ قانون پاس کرچکے ہیں اور وہی قانون ہم کفار کے غلام ہونے کی حیثیت سے پاکستان میں نافذ کرتے ہیں۔ یہ تو دوہرا جرم ہے ایک اللہ کے قانون کا انکار کرنا اور دوسرا اللہ کے قانون کے مقابلے میں طاغوت کا قانون نافذ کرنا۔ اللہ ہمارے حالوں پر رحم فرمائے، یہ تو اللہ کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔ پھر آخر سوچیے تو لڑکیوں کو بلوغت کے بعد گھر بٹھانے کی کیا تُک بنتی ہے۔ہاں اگر نیت یہ ہے کہ وہ اللہ کا دین سیکھے تو الحمدللہ ثواب ہے، ہمارے طالبان میں بھی جو بچیاں تعلیم سے شغف رکھتی ہیں اُنکی شادیاں ملتوی کردی جاتی ہیں۔ لیکن پاکستانی معاشرے میں کس وجہ سے ذیادہ عمر کی شادیوں کا رواج پڑ گیا ہے۔ ماں باپ بچیوں کو اعلیٰ تعلیم دلواتے ہیں تاکہ وہ نوکری کر کے ماں باپ کو کھلائے۔ پھر اعلیٰ مغربی تعلیم یافتہ لڑکیوں کے دنیاوی اعتبار سے اچھے رشتے آتے ہیں۔بڑی عمر کے لڑکے لڑکیاں مخلوط تعلیمی نظام میں پڑھتے ہیں اور مخلوط ماحول میں نوکریاں کرتے ہیں جو فتنوں کو جنم دیتا ہے۔ پاکستان میں ہر روز لڑکیوں کی بے حرمتی کے واقعات منظرِعام پر آتے ہیں، تو کبھی کوئی گمراہ لڑکی محبت میں ناکامی پر خودکشی کر لیتی ہےالغرض معاشرہ اخلاقی تباہی کے دھانے پر کھڑا ہے۔ مزید یہ کہ ذیادہ عمر کی عورت کم بچے لاتی ہے جبکہ حضرت محمدﷺ نے ہمیں کم عمر ذیادہ بچے لانے والی عورت سے شادی کی تلقین کی ہے تاکہ اُمتِ محمد کی تعداد میں اضافہ ہو۔

سنتِ خولہ: کیا آپ ہم سے امیرمحترم کے ابتدائی دعوتی ایام کی یاداشتیں شیئر کرنا پسند کریں گی؟

زوجہ امیر محترم: امیر محترم نے ابتدائی ایام سے ہی نفاذِ شریعت کی دعوت کو عام کرنے کی تگ و دو کی۔ آپکی دعوت کا مرکز امام ڈیرہ تھا۔ شروع میں چند سو لوگ آپکا بیان سننے آتے۔ پھر آہستہ آہستہ لوگوں کے دلوں میں اللہ نے امیر صاحب کی محبت ڈال دی اور تعداد میں روز بروز اضافہ ہونے لگا۔ امیر صاحب اُن دنوں کو یاد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "شروع میں مِیں چھوٹا تھا تو میرا بیان سننے چند سو لوگ آتے تھے تومیں اُن سب سے ہاتھ ملاتا، پھرمجھے اللہ نے عزت دی اور میں کچھ مزید بڑا آدمی بن گیا تو ہزاروں لوگ آنے لگے اب ہاتھ ملانا گراں تھا تو میں دور سے ہاتھ ہلا ہلا کر سلام کرتا۔ پھر اللہ نے مزید عزت سے نوازا اور میں پہلے سے بڑا ہو گیا اب لاکھوں لوگ آنے لگے تو میں نے ایک گھوڑا خریدا اور اس پر بیٹھ کر مجمعے سے گزرتا، اس موقع پر آپ ازراہِ مذاق کہتے ہیں کہ ایک وقت آیا کہ میں اتنابڑا ہو گیا کہ پاکستان میں نہ سمو سکا اور آخر مجھے ملک سے باہر نکلنا پڑا۔ یہ تو مذاق کی بات ہے لیکن امیر صاحب پاکستان اور پاکستانیوں سے شدید محبت رکھتے ہیں اور انکی دنیا و آخرت کی بھلائی کے پیشِ نظر ہی ہجرت اور جہاد کی تکالیف سہہ رہے ہیں۔ کاش کہ میرے ہم وطنوں کو اِس قربانی کا احساس ہو جائے اور وہ اپنے محسن کے شانہ بشانہ کلمۃ اللہ کی سربلندی کی جدوجہد کا حصہ بن جائیں۔ الغرض بے شمار مرد و عورت، بچے، بوڑھے سب امیر صاحب کی دعوت و تبلیغ سے باعمل مسلمان بن گئے۔ اور یہ صرف اللہ کی توفیق سے ہی ممکن ہوا۔

سنتِ خولہ: امیر محترم نے خواتین کی دعوت و تبلیغ کی طرف بھی توجہ دی؟

زوجہ امیر محترم: الحمدللہ پاکستان خصوصی طور پر سوات کی بہت سی بہنیں امیر صاحب کی کوششوں سے گناہوں سے تائب ہوئیں۔ مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی خواتین امیر صاحب سے رابطہ کرتیں اور اللہ سے مضبوط رشتہ استوار کرتیں۔ الحمدللہ بہت سی خواتین نے پھر اللہ کے دین کیلیے ہجرت بھی کی اور آج ہمارے ساتھ جہاد میں شریک ہیں۔

سنتِ خولہ: ہم نے سنا ہے کہ آپ بھی ماشااللہ سوات میں ایک شاندار خواتین کا مدرسہ چلا رہی تھیں؟

زوجہ امیر محترم: میں اللہ رب العزت کی دل کی گہرائیوں سے شکرگزار ہوں کہ جس نے مجھ جیسی گناہگار کو دین کی خدمت کی توفیق دی۔ امیر صاحب نے میری تعلیم پر اِس نیت سے بھی توجہ دی کہ میں بعد از خواتین اور بچیوں کی تعلیم و تربیت کر سکوں۔ میں نے اللہ کے فضل سے سوات میں لڑکیوں کا مدرسہ کھولا۔ دور دور سے بچیاں علم سیکھنے آتیں۔ کوئی شک نہیں کہ پاکستان عوام اسلام سے بے حد محبت رکھتے ہیں۔ ظُلمت کے اندھیرے صرف علم و آگہی سے ہی چَھٹ سکتے ہیں۔ خواتینِ اسلام اپنے آپکو کمزور نہ سمجھیں۔ تاریخِ اسلام اس بات کی گواہ ہے کہ عورت نے ماں، بہن، بیوی، بیٹی کے روپ میں ہمیشہ دین کیلیے قابلِ قدر قربانیاں دیں۔ اُمہات المومنین کی زندگیاں ہمارے لیے مشعلِ راہ ہونی چاہیں، صحابیات کے نقشِ قدم ہمارے لیے نشانِ راہ ہیں۔ مدرسوں میں صرف اسلامی نظامِ حیات پڑھنے سے کچھ حاصل نہیں بلکہ ہم سب پر اس نظام کے نفاذ کی جدوجہد کرنا فرض ہے۔

ایک عورت اللہ سے توفیق مانگے تو نہ صرف گھریلو امور احسن طریقے سے سر انجام دے سکتی ہے بلکہ دین کی اشاعت بھی کر سکتی ہے۔میں گھر کے کام صبح سویرے نبٹا لیتی، الحمدللہ میری ساس محترمہ نے میری بہت حوصلہ افزائی کی۔ آپ بچوں کو سنبھالتیں اور میرے ساتھ مدرسے میں بیٹھی رہتیں۔ امیرصاحب نے بھی گھریلو امور کے بارے میں مجھ پر ذیادہ بوجھ نہیں ڈالا اور اپنی ذاتی اور مہمانوں کی خدمت خود ہی کر لیا کرتے۔ مجھے اب بھی اپنے مدرسے کی بچیاں بہت یاد آتی ہیں۔ اللہ اُنکو صراط المستقیم کی طرف ہدایت دے اوراس پر فتن دور میں استقامت نصیب فرمائے۔

سنتِ خولہ: آپ نے اپنی ساس صاحبہ کا ذکر کیا۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ اب بھی ایک تکلیف دہ موضوعِ گفتگو ہے۔ لیکن پھر بھی آپ کیا ہمیں انکی ناپاک پاکستان فوج کے ہاتھوں گرفتاری اور پھر شہادت کے واقعات بیان کر سکتی ہیں تاکہ دنیا اِس فوج کی دین اور دین سے محبت رکھنے والوں سے دشمنی کو جان جائے۔

زوجہ امیر صاحب: اللہ رب العزت سے صبر کی درخواست ہے۔ یہ اب بھی ہمارے لیے ایک تکلیف دہ موضوع ہے۔ میری ساس محترمہ نہایت نفیس، دیندار خاتون تھیں ۔انہوں نے مجھے سگی بیٹی سے بڑھ کرپیار دیا۔ وہ گردوں کی تکلیف دہ بیماری کا شکار تھیں۔امیر صاحب انکے بہت تابعدار بیٹے تھے۔انکو امیر صاحب کی شب و روز سرگرمیوں کے بارے میں کچھ خاص خبر نہ تھی۔ بس وہ اپنی تسبیح و نماز میں مگن رہتیں۔ مدرسے میں بیٹھ کر بہت خوش رہتیں۔ سوات میں جب حالات خراب ہوئے تو ہم سب کو فوری طور پر نکلنا پڑا۔ ساس محترمہ کی خراب صحت کے باعث ہم انکوساتھ نہ لے جاسکتے تھے۔ ہمیں اُمید تھی کہ یہ اپنے آپکو مسلمان کہنے والی فوج کبھی ایک بوڑھی نہتی عورت پرظلم نہیں کرے گی۔ پھر فوج ہمارے گھر میں داخل ہوئی اور امیر صاحب کی والدہ کو تفتیش کا کہہ کر ساتھ لے گئی۔ عینی شاہدین کے بقول ہیلی کاپٹر میں آپکو لے جایا گیا۔ اُدھر جیل میں آپ سے امیر صاحب کے متعلق مختلف سوالات کئے گئے۔ آخر آپکی طبیعت اِن حالات کو برداشت نہ کر سکی اور ناساز ہو گئی۔ یہ بعد کے واقعات ہمیں امیر صاحب کی بھانجی نے بتائے جو انکے ساتھ گھر میں رہ گئی تھی۔ اسوقت وہ بہت چھوٹی تھی۔ اُس نے بتایا کہ جب والدہ کی طبیعت ناساز ہوئی تو میں رونے لگی اس پر ایک فوجی نے میرے منہ پر زور دار طمانچہ مارا۔ پھر ایک اور فوجی بولا کہ فکر مت کرو ہم ڈاکٹر کو بلاتے ہیں۔ پھر ایک شخص آیا جس نے آتے ہی ایک انجیکشن والدہ کو لگا دیا، بس کچھ دیر بعد آپکی گردن لڑھک گئی۔ اللہ آپکی شہادت قبول فرمائے اور ہمارے ہاتھوں سے آپکے قاتلوں کو عبرتناک سزا دلوائے۔(اٰمین)

(جـــــــاری ہـــــــــــــــے---)

اے حوّا کی بیٹیوں! اب وقتِ شہادت ہے آیا!!

اگر دشمن کسی مسلمان ملک پر حملے کی تیاری کر رہا ہو تو جہاد اُس ملک کے سب لوگوں پر فرض ہو جاتا ہے۔ پھر ہر مرد،عورت،بچہ،بوڑھا نکلتا ہے، مقروض قرض چکائےبغیر ، عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نکلتی ہے۔ اگر اُس علاقے کے لوگ مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے تو گردونواح کے مسلمان ممالک مدد کو آتے ہیں۔ آہستہ ، آہستہ یہ دائرہ پھیلتے پھیلتے پوری دنیا کے مسلمانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔اِس پر تمام علماء کرام کا اتفاق ہے۔ آج صورتحال یہ ہے کہ ایک نہیں ، دو نہیں بلکہ بے شمار مسلم ممالک یا تو کفار کے ظاہری حملے کی لپیٹ میں ہیں یا پس پردہ سازش کر کے مسلم ممالک کی باگ دوڑ اِنہیں اسلام دشمن عناصر کے ہاتھ میں ہے۔حملہ تیاری کے مراحل میں نہیں ہے بلکہ خونریز حملہ ہوچکا ہے۔خون بہایا جا چکا ہے، عزتیں پامال کی جا چکی ہیں، قرآن و مساجد کا تقدس پامال کیا جا چکا ہے۔ توہینِ رسولﷺ کی جاچکی ہے، الغرض اسلام پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں۔مسلمان ممالک کے مرتد حکمران اور افواج نہ صرف شریعت کے نفاذ سے انکاری ہیں بلکہ کھلم کھلا اِس کے مقابلے میں طاغوت کے قوانین کو نافذ کرنے میں کوشاں ہیں۔ کھلم کھلا عوام سے شریعت کے نفاذ کا وعدہ نہیں بلکہ " جمہوریت، طاغوتی آئین " کی حفاظت و نفاذ کا وعدہ کیا جاتا ہے اور افسوس صد افسوس کہ عوام بھی اِسی وعدے کی بنا پر ووٹ دیتے ہیں۔ نتیجتاً طاغوت کی کرسی مضبوط ہو جاتی ہے اور پھر وہ پوری قوت سے اللہ اور اُسکے رسولﷺ سے جنگ کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ انسانیت تبا ہی کے دھانے پر کھڑی ہے ۔ شیطان ملعون نے رب العزت سے کُھلا وعدہ کیا تھا کہ وہ آگے ، پیچھے ، دائیں، بائیں سے حملہ آور ہو کر انسان کو گمراہ کرے گا۔اُس نے یہ بھی کہا تھا کہ اے رب بے شک تو بہت سوں کو نا شکرا (نافرمان) پائےگا۔رب العزت نے بھی فیصلہ سنا دیا کہ تیرا اور تیرے پیروکاروں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ لیکن اللہ کے مخلص بندے شیطان کے حملوں سے بالاتر ہیں۔اللہ نے اُنکی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ بے شک جو لوگ سچے دل سے اللہ اور اُسکی بھیجی ہوئی شریعت پر ایمان لاتے ہیں، اللہ سے محبت کرتے ہیں اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتے ہیں اللہ یقیناً اُنکو اپنی راہ دکھاتا ہے۔اُنہیں جنت کی وسعتوں کی خوشخبری سُناتا ہے۔
"اور جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کریں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھاتے ہیں اور یقیناً اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" (سورۃ العنکبوت-آیۃ 96)
اے حوا کی بیٹیوں ! تم بھی اپنے رب اور اسکے سچے نبیﷺ کی پکار پر لبیک کہو اور جہاد کرو! جہاد کرو ان ظالموں کے خلاف جنہوں نے حوا کی بیٹی کو بازار میں بکنے والی جنسی گڑیا بنا دیا ہے، جنہوں نے حوا کی بیٹی کے تن سے کپڑے اُتار دئیے ہیں اور اِسے جدیدیت اور فیشن کا نام دیا ہے۔جنہوں نے عورت کو عورت نہیں بلکہ مرد بننے پر مجبور کر دیا ہے۔اگر جدیدیت کام نہ آئےتو "رواج" کے نام پر کبھی تو حوا کی بیٹی کو قرآن سے بیاہ دیا گیا، تو کبھی بے غیرتی سے "غیرت کے نام پر قتل" کر دیا گیا، جائیداد میں اللہ کا دیا گیا حق ضبط کر لیا گیا ۔ الغرض ایک طرف اتنا اُٹھایا گیا کہ ملک کی حکمران، اداروں کی سربراہ بنا دیا گیا اور دوسری طرف اتنا گرایا گیا کہ اللہ نے اُسے جو حق دیا تھا وہ ظالمانہ طور پر غصب کر لیا گیااور اُسے جانور سے بدتر بنا دیا گیا۔ اے حوا کی بیٹیوں ! ابلیس ابھی تمہاری بربادی کا مزید سامان کر رہا ہے۔دجال کے پیچھے نکلنے والی سب سے ذیادہ عورتیں

ہونگی۔ترقی کے نام پر تمہیں افواج میں شامل ہونے پر اُکسایا جا رہا ہے۔ سنہرے خواب دکھائے جارہے ہیں ۔لیکن یہ شیطان کا صریح دھوکا ہے۔مردوں جیسا لباس زیبِ تن کر کے اپنی نسوانیت چھپا کر شیطان اللہ کی تخلیق کو بگاڑنا چاہتا ہے۔ایسی عورتوں پر اللہ اور اُسکے رسول ﷺ کی لعنت ہے جو مردوں کا اور کفار کا سا رنگ ڈھنگ اپنا تی ہے۔ الولاء البراء کا تقاضہ یہ ہے کہ طاغوت کا انکار کیا جا ئےاسکے خلاف جہاد کیا جا ئےاور مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو کر اللہ کے دین کی سر بلندی کے لیے کوشش کی جائے۔اے حوا کی بیٹی مجھے افسوس ہے کہ تمہیں شیطان جن و انس نے بہکا کر صراطالمستقیم سے بہت دور کر دیا ہے تم ارتداد تک پہنچ گئ ہو اور تمہارا احساسِ گناہ تک مر گیا ہے۔

عـــــــــورت کـــــــــون ہـــــــے؟

سنو ! عورت ذات کو اللہ رب العزت نے بہت فضائل سے نوازا ہے۔
اســـــلام کـــی پـہـلـی شـہـیـد عــــورت تـھـی۔
جو سب سے پہلے مشرف بااسلام ہوئی وہ عورت تھی۔
حــضرت مـحـمـدﷺ کــی ســب ســے پـہـلـے مـعـاونـت ایــک عـــورت نـــے فـرمـائـی۔
سب سے پہلے جسے نبیﷺ نے وحی سنائی وہ عورت تھی۔
سب سے پہلے انفاق فی سبیل اللہ ایک عورت نے کیا۔
ســب ســے پـہـلـے بـاجـماعـت نـماز نـبـیﷺ کـی امـامـت مـیـں ایـک عـــورت نـــے پـڑھـی۔
اللہ ذوالجلال والاکرام نے اپنا سلام ایک عورت کو بھجوایا۔
اللہ نے ایک عورت کی پکار سُنی اور آسمانوں سے اُسکے لیے قرآن اُتارا "(اے نبیﷺ)! اللہ نے اس عورت(خولہ بنت ثعلبہ) کی بات سن لی جو اپنے خاوند (اوس بن صامت) کے متعلق آپ سے جھگڑ رہی تھی اور وہ اللہ سے شکوہ کر رہی تھی، اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا بیشک اللہ خوب سُننے والا ، خوب دیکھنے والا ہے۔" (سورۃ المجادلۃ –آیۃ 1)

فرعون جیسے طاغوت کا مقابلہ کرنے والی اور جابر کے سامنے کلمہءحق کہنے والی ، حضرت موسیٰ کی پرورش کرنے والی ایک عورت ہی تھی۔ حضرت آسیہ ؓ کو اللہ نے صرف مومن عورتوں نہیں بلکہ مومن مردوں کے لیئے بھی مثال کہا ہے۔
اب ذرا میدانِ جہاد کی طرف نظر دوڑاؤ۔غزوہء اُحد میں نبیﷺ کفار کے نرغے میں آ جاتے ہیں ، صحا بہ کرامرضہ وقتی طور پر پسپائی اختیار کر چکے ہیں۔ایسے میں ایک عورت اُٹھتی ہے جسکو تاریخ حضرت اُم عمارہ رضہ کے نام سے جانتی ہے۔ آپ برق رفتاری سے اپنے گھوڑے پر میدانِ جہاد کی طرف دوڑ لگاتی ہیں ۔ تلوار کے ایسے وار کرتی ہیں کہ کفار بوکھلا جاتے ہیں ۔اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کے سامنے ڈھال بن جاتی ہیں اور کفار کے تیروں کی بوچھاڑ سے حضرت محمدﷺ کو بچاتی ہیں ۔شدید زخموں سے چور ہو جاتی ہیں۔مرہم پٹی کے لیےپڑی ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو کفار کے مقابلے کیلیے پکارتے ہیں ، آپ لبیک کہتی ہیں اور اُٹھ کھڑی ہوتی ہیں لیکن زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئےبے ہوش ہو کر گر جاتی ہیں ۔آپ ہی وہ بہادر مجاہد ہ تھیں جنھوں نے مسلیمہ کذاب کے خلاف اپنے بیٹے کے ہمراہ جہاد کیا اور آپکا ہاتھ بھی اس دوران شہید ہوا۔
حضرت خولہ رضہ کو جب معلوم ہوتا ہے کہ اُنکا بھائی کفار کی قید میں ہے تو تڑپ اُٹھتی ہیں اور بھائی کو آزاد کرانے نکل کھڑی ہوتی ہیں۔وہ لشکر جسکے امیر حضرت خالد بن ولید رضہ ہیں اُسمیں شامل ہو کر کفار پر کاری ضربیں لگاتی ہیں یہاں تک کہ حضرت خالد بن ولید بھی دادِ تحسین دیے بغیر نہیں رہ پائے۔آخر بھائی کو آزاد کرا کر ہی دم لیتی ہیں۔
مصری مجاہدہ زینب الغزالی بھی کسی تعریف کی محتاج نہیں۔جہاں تاریخ کے اوراق میں شہیدِ اُمت سید قطب شہید ؒ کا نام آتا ہے وہاں زینب الغزالی کا ستارہ بھی اپنی آب و تاب سے چمکتا ہے۔ فرعونِ وقت آمر، جابر حکمران ناصر کے سامنے ڈٹ گئیں اور کلمہء حق کہا۔جیل میں آپ پر وہ اندوہناک تشدد کیا گیا کہ اسکی مثال نہیں ملتی

لیکن پھر بھی آپ الولاء والبراء کے عقیدے سے پیچھے نہ ہٹیں۔نہ صرف خود استقامت کی تصویر بنی رہیں بلکہ جیل میں موجود مجاہدین کا حوصلہ بھی بڑھاتی رہیں۔ دوسری طرف ابولہب کی بیوی کو دیکھو ۔ وہ نبیﷺ کی دشمنی میں پیش پیش تھی۔نتیجتا" اُسے دنیا ہی میں جہنم کی وعید سنا دی گئی۔حضرت لوطؑ اور حضرت نوحؑ کی ازواج طاغوت کی ساتھی تھیں اور آخرت میں بھی اُنکے ساتھ جہنم میں ہونگی۔بہت سے بادشاہوں، حکمرانوں کی بیویاں دنیا میں اسلام کے خلاف جنگ میں اُنکے ساتھ رہیں اور یقینا" آخرت میں اپنے شوہروں کے ساتھ جہنم کا ایندھن بنیں گی۔ اے حوا کی بیٹیوں ! حقیقیت سے غافل مت ہو ۔ طاغوت کے خلاف اپنی استطاعت کے مطابق جہاد کرنا اب تم پر بھی فرض ہے۔ماں باپ اللہ کے حکم کی ادائیگی میں رکاوٹ ہیں تو اُنہیں چھوڑ دو، شوہر کی محبت جہاد اور ہجرت کے راستے میں آتی ہے تو اُسے بھی قربان کر دو، اعلیٰ تعلیم، ڈگری، بڑی نوکری یہ سب دھوکا ہے ۔دنیا کی مال و متاع ہے جسکی قدر رب العزت کی نظر میں مچھر کے پر کے برابر نہیں۔اللہ سبحان و تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہونا ہے تو صحابیات کے نقشِ قدم پر چلو۔اگر غیرتِ ایمانی بڑھ جااور طاغوت کی حکمرانی میں رہنا تمہاری غیرت برداشت نہ کرے تو اُٹھو ہجرت کرو۔وادیِ خُراسان میں ایسے بہت سے علاقے موجود ہیں جو مکمل مجاہدین کے کنٹرول میں ہیں اور انمیں شریعت نافذ ہے۔انشاء اللہ ذاتی تجربے کی بناء پر کہتی ہوں کہ اللہ تمہیں ایسی ماں عطا کرے گاجسکی گود کی گرمائش تمہاری اپنی ماں کی جدائی کے غم کو کم کر دے گی۔ایسے امراء دے گا کہ سگے باپ سے بڑھ کر تمہارے سرپرست ثابت ہونگے۔ایسا شوہر دے گا جو حضرت فاطمہ رضہ اور حضرت علیرضہ کی داستانِ عشق کو زندہ کر دیں گے۔پھر میں اور دوسری بے شمار بہنیں تو تمہاری منتظر ہیں ہی۔ اگر ہجرت کرنا ممکن نظر نہیں آتا تو یاد رکھو بیدہ الخیر!! اللہ رب العزت کی طرف سے مومن کے لیے ہر چیز میں خیر ہے۔تم درج ذیل امور کی ادائیگی کر سکتی ہو:

1-جہاد پر مبنی لٹریچر کی اشاعت اور اسکا عوام میں انتقال۔

2- قلمی جہاد ۔قلم کے ذریعے جہاد کی دعوت و تبلیغ

3 -باقاعدگی سے علمی محفلیں منعقد کرنا ، عقیدے کو سمجھنا ، توحید کو سمجھنا اور زندگی کے ہر شعبے میں عقیدے اور اسکے تقاضوں کو اولین ترجیح دینا۔قرآن و سُنت پر غور و حوض اور اسکے ہر حکم کو اپنی زندگی اور معاشرے میں نافذ کرنے کی جستجو کرنا۔

4-گھروں میں خفیہ محفلیں منعقد کر کے انمیں اپنی جیسی ہم خیال بہنوں کی دینی خصوصی طور پر جہادی تربیت۔ جسمانی تربیت اور اسلحے کا استعمال تربیت یافتہ بہنوں سے سیکھنا۔

5-انتہائی احتیاط سے اپنے گھر والوں اور دیگر عزیز رشتہ داروں کی شریعت کے نفاذ کی ضرورت اور فرضِ جہاد کی ادائیگی کے بارے میں ذہن سازی کرنا۔طاغوت کی حقیقت کو واضح کرنا، عقیدہ الولا ء والبراء کی تشریح و تبلیغ۔

6- عوام کو حکومت کے ظلم و ستم کے خلاف اُکسانا، شریعت کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے اسکا سدِ باب کرنا، مجاہدین کا ساتھ دینا تاکہ جابر حکمرانوں کا قلع قمع کیا جا سکے۔

7-مجاہدین کی مالی معاونت ۔ لوگوں کو جہاد فی المال کی طرف راغب کرنا۔

8- مجاہدین کی ہر ممکن امداد، مثلا" آبادی سے دور پناہ گا ہوں میں مجاہدین کو خوراک کی فراہمی، اسلحے ، فدائی بیلٹوں اور دیگر سامانِ حرب کا بندوبست کرنا، اسلحے کو حفاظت سے اپنے پاس رکھنا اور ضرورت پڑنے پر مجاہدین تک پہنچانا۔

9-مخبری اور چھاپے کے خطرے سے مجاہدین کے مراکز کو آگاہ کرنا۔

01-فدائی حملے کی پلاننگ میں مجاہدین کی معاونت کرنا۔حکومتی اورفوجی اداروں کی سیکیورٹی کے متعلق معلومات مجاہدین کو فراہم کرنا۔ ممکنا فدائی اہداف کی نشاندہی کرنا۔ سب سے بڑھ کر حضرت ام عمارہ اور حضرت خولہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے خود کو عملی جہاد کے لیے تیار رکھنا، اسلحے

کی ٹریننگ، سیلف ڈیفینس کی ٹرینگ اور نشانہ بازی کی تربیت حاصل کرنا۔اپنی تحویل میں پستول اور گرینیڈ ضرور رکھیں۔ حوا کی بیٹیاں آدم کے بیٹوں سے اَجر میں کسی طرح پیچھے نہیں رہینگی۔سب سے پہلی فدائی ایک کم سن لڑکی نے کی تھی۔اے بہنوں اپنے آپکو فدائی اپریشن کے لیے تیار رکھو ۔ پاکستان میں بہت سے مجاہدین کام کر رہے ہیں اُنکے ساتھ فدائی اپریشن میں معاونت کرو اور جنت کی وسعتوں کی طرف قدم بڑھاؤ۔

آخر میں پاکستانی مرتد فوج میں شامل خواتین کو میں ترغیب دلاتی ہوں کہ آپ کے پاس نادر موقع ہے ۔ کئی سال پہلے پاکستان ائیرفورس کے شیر دل جوانوں نے بغاوت کی اور فوج میں رہتے ہوئے نہ صرف ملا عمر مجاہد کی بیعت کی بلکہ خفیہ کاروائیاں بھی کیں۔ الحمدُللہ سب سے بڑے طاغوت مشرف پر قاتلانہ حملہ بھی کیا ، اللہ کے حکم سے گرفتار ہوئے لیکن سبحان اللہ کیا کہنے انکی اسقامت کے کہ پھانسی کے پھندے کو گلے سے لگا لیا لیکن طاغوت کے آگے سر نہ جھکایا۔حال ہی میں پاکستان نیوی کے اندر موجود کچھ نڈر اور بے باک مجاہدین نے حضرت معاذ اورحضرت معوذ کی یاد تازہ کر دی۔اس کامیابی سے امریکہ اور اسکے غلام پاکستان کے بحری بیڑوں پر حملہ کیا کہ دونوں طاقتیں لرز کر رہ گئیں اور سمندر اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اُٹھا۔ پاکستان افوج میں شامل خواتین کے پاس یہ نادر موقع ہے کہ اسلاف کی یاد تازہ کردیں۔بذاتِ خود کاروائی کریں اگر ممکن نہیں تو پھر مجاہدین کو خفیہ تنصیبات کے نقشے فراہم کریں، اندرونی سیکیورٹی کے متعلق معلومات دیں۔ اعلیٰ عہدوں پر فائز افسروں کی سیکیورٹی کے متعلق معلومات مجاہدین تک پہنچائیں تاکہ ان پر فدائی حملہ ممکن ہو سکے۔

غزوہء 11 ستمبر تو گزر گیا، اسمیں موجود مجاہدین شہادت کو پا گئے اور جنت الفردوس سدھار گئے۔یہ غزوہ دشمن پر ایسی کاری ضرب ثابت ہوا کہ فرعونِ وقت امریکہ کی طاقت کا شیرازہ بکھر گیا۔اس غزوہ میں موجود ساتھیوں کی زندگی کو دیکھیئےوہ کوئی عالِم ، شیخ یا مشہور مجاہد نہ تھے بلکہ اپنی سابقہ زندگی میں گمراہ اور بے دین تھے۔

یہ ہیں ہمارے اسلاف:

اسلام برصغیر میں اور مصر میں 146 میں پہنچا۔ تیونس کو اسلام کے لئے 746 میں کھولا گیا۔ اور سمرقند (ازبکستان) کو 676 میں اسلام کے لئے کھولا گیا۔ سالہا سال کی قربانیوں کے بعد سپین 017 میں فتح ہوا۔ مسلمانوں نےاللہ کے فضل و کرم سے قسطنطینیہ کے دروازے پر 717 میں دستک دی۔اور 027 میں شمالی فرانس فتح ہوا۔ 007 میں چائنہ(شیٹنگ) میں مساجد تھیں اور 038 میں مسلمان جاوا(انڈونیشیا) تک پہنچ گئے۔ اِن حیران کن فتوحات کے نتیجے میں اسلامی تہذیب اسلامی سپین، مشرقِ وسطہ اور انڈیا تک پہنچی۔ نتیجتاً" دنیا نے ایک ہزار سال پر مشتمل "اسلامی سنہرے دور" کا مشاہدہ کیا۔ یہ دن تھے جب ہماری عزت و توقیر عروج پر تھی۔

ع عروجِ خا کی سے انجم سہمی جاتی ہے

ایماندار بیبیاں

رسالہ سنتِ خولہ کی امیرِ محترم تحریکِ طالبان پاکستان ملا فضل اللہ خراسانی (حفظہ اللہ) کی زوجہ محترمہ کے ساتھ ایک ایمان افروز ملاقات

آؤ بچوں جہاد کریں ننھے عمّر مجاہد کے ساتھ

اے حوا کی بیٹیوں! اب وقتِ شہادت ہے آیا!!

سنتِ خولہ